سلسلہ مباحث فقہیہ ۔ ۲

اسلام کا
قانونِ قسامت

www.KitaboSunnat.com

مؤلف
حافظ حبیب الرحمٰن

شریعۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

23696

اسلام کا قانونِ قسامت

MFN
1517

مؤلف: حافظ حبیب الرحمان

DATA ENTERED

- Institute of Islamic Studies - LIBRARY
Punjab University, Lhr.

شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
اسلام آباد

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

نام کتاب : اسلام کا قانونِ قسامت

مؤلف : حافظ حبیب الرحمان

راہ نمائی : پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی

نظر ثانی : حافظ ڈاکٹر اکرام الحق

ناشر : شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مطبع : ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

نگران منشورات : رفعت محمود

تعداد : ۱۰۰۰

سال طباعت : اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISBN-969-8263-33-0

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23696

فہرست

- ○ مقدمہ 04
- ○ اسلام میں انسانی جان کی اہمیت اور حرمت 07
  - ✦ قتل ناحق کی سنگینی 08
  - ✦ تین صورتوں کے علاوہ مسلمان کا قتل جائز نہیں 09
  - ✦ کسی مسلمان کے قتل میں اعانت بھی سنگین جرم ہے 09
- ○ قسامت کا معنی ومفہوم 12
  - ✦ لغوی معنی 12
  - ✦ اصطلاحی معنی 12
- ○ دور جاہلیت میں قسامت کا تصور 15
  - ✦ اسلام اور دور جاہلیت کے تصور قسامت میں فرق 17
- ○ قسامت کی شرعی حیثیت 18
  - ✦ جمہور علماء کا نقطہ نظر اور ان کے دلائل 18
  - ✦ قسامت کے عدم جواز کے قائلین اور ان کے دلائل 21
  - ✦ بعض سلف کا قسامت کے جواز سے انکار 21
- ○ قسامت کی شرائط 25
  - ✦ حنفیہ کے نزدیک شرائط قسامت 25
  - ✦ مالکیہ کے نزدیک شرائط قسامت 28
  - ✦ شافعیہ کے نزدیک شرائط قسامت 28
  - ✦ حنابلہ کے نزدیک شرائط قسامت 28
  - ✦ حاصل کلام 29
    - ✧ وہ شرائط جن پر اتفاق ہے 29
    - ✧ وہ شرائط جن میں اختلاف ہے 29
    - ✧ حاصل 32

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ قسامت کا طریقہ 33
✦ جمہور ائمہ کا مسلک 33
✦ حنفیہ اور بعض دیگر فقہاء کا مذہب 33
✦ جمہور کے دلائل 33
✦ احناف کے دلائل 35
✦ حنفی مسلک کا حاصل 38
✦ جمہور کے مسلک کا حاصل 38
✦ قسم کھانے سے انکار کی صورت میں احکام 39
✦ مدعی علیہان کا قسم سے انکار۔۔۔حنفی نقطہ نظر 39
✦ مدعیان کا قسم کھانے سے انکار۔۔۔جمہور کا نقطہ نظر 41
✦ مدعی علیہان کا قسم سے انکار (جمہور کا نقطہ نظر) 42
✧ مالکیہ کا نقطہ نظر 42
✧ شوافع کا نقطہ نظر 42
✧ حنابلہ کا نقطہ نظر 43
○ دیت اور قسامت کے وجوب کا سبب 44
○ نوعیت قتل اور دیت یا قصاص کا ثبوت 46
✦ قتل خطا اور دیت 46
✦ قتل عمد میں قصاص یا دیت 46
✧ احناف کا نقطہ نظر 46
✧ قصاص کے قائلین کا جواب 47
✧ قصاص کے قائلین 49
✧ دلائل 49
○ قسامت اور دیت کس پر واجب ہے 51
✦ بچہ اور دیوانہ پر قسامت 51
✦ عورت پر قسامت 51

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23696

✦ کن صورتوں میں قسامت اور دیت واجب نہیں 51
✦ جب مقتول کے جسم کے مختلف حصے مختلف جگہوں پر پائے جائیں تو کیا حکم ہے 52
✦ اگر زمین کے سابقہ مالکان اور خریدار دونوں ہوں تو قسامت کا حکم 52
✦ محلہ کی مسجد/ جامع مسجد اور شارع عام میں مقتول کا پایا جانا 53
✦ اگر بازار میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم 54
✦ پل پر مقتول پائے جانے کا حکم 54
✦ جنگل میں مقتول کے پائے جانے کا حکم 54
✦ نہر، ندی یا دریا میں مقتول کا پایا جانا 54
✦ جیل خانے میں مقتول کے پائے جانے کا حکم 55
✦ لڑائی یا بلوے میں مارے جانے کا حکم 55
✦ عام منڈی میں پائے جانے والے مقتول کا حکم 55
✦ مقتول کسی سواری پر پایا جائے تو اس کا حکم 56
✦ خود اپنے گھر میں مقتول کا پایا جانا 56
✦ کشتی میں مقتول کا پایا جانا 57
✦ اگر کسی نے مقتول پیٹھ پر اٹھایا ہو 58
✦ خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے کوئی لاش پائی جائے 58
✦ کسی محلہ کے قریب کسی کی مملوکہ زمین میں مقتول کا پایا جانا 58
✦ مقتول دو بستیوں کے درمیان پایا جائے تو اس کا حکم 58
✦ کسی بیابان میں لشکر کے کیمپ میں مقتول کا حکم 59
✦ لشکر کی دشمن سے مڈبھیڑ اور میدان میں مقتول پایا جانا 59
✦ قسامت اور دیت سے بری ہونا 60
✦ کتابیات 61

Institute of Islamic Studies · LIBRARY · Punjab University, Lhr.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

قانون قسامت کی ضرورت واہمیت

اسلامی قانون انسانی جان کے مقام ومرتبہ کے پیش نظر قتل کو جرمِ عظیم قرار دیتا ہے۔ قانونِ قسامت کو اسلامی شریعت نے انسانی جان کے تحفظ کے لیے اختیار کیا ہے، کیونکہ اسلامی قانون میں اس بات کا حد درجہ خیال رکھا گیا ہے کہ انسانی جان کا تحفظ ہو اور اس کو رائیگاں نہ جانے دیا جائے۔ چنانچہ جان کی حفاظت شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔

گو کہ قسامت کی قانونی حیثیت کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جمہور فقہاء اور خاص طور پر مذاہب اربعہ، مذہب ظاہری اور مذہب شیعی کے فقہاء قسامت کو جرم قتل کے ثبوت کا ایک طریقہ تصور کرتے ہیں، اور بعض فقہاء جیسے سالمؒ بن عبداللہ، ابوقلابہ، عمر بن عبدالعزیز اور ابن علیہ قانون قسامت کو تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فقہاء کی ایک قلیل تعداد کے علاوہ تمام صحابہ وتابعین، فقہاء ومحدثین اور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ قانون قسامت شرعاً درست ہے اور جرم قتل کے ثبوت کا ایک ذریعہ ہے۔

قانون قسامت اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ عموماً قاتل قتل کے لیے ایسے مقامات تلاش کرتا ہے جہاں قانون کی گرفت میں آنے کے امکانات کم سے کم ہوں اور جرم کا ثبوت نہ مل سکے۔ اس طرح شہادتوں کی کمیابی کی بناء پر قتل کی کثرت ہو جانے کا امکان موجود ہے لیکن قسامت کی بناء پر مجرم ایسے مواقع پر بھی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اسی احتیاط کے پیش نظر امام احمدؒ نے کہا ہے کہ اگر جمعہ یا طواف کے ہجوم میں کوئی مر جائے تو اس کی دیت بیت المال کے ذمہ ہے۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ اور حضرت علی کا قول بھی یہی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسامت کا بنیادی مقصد جان کے تحفظ میں کوتاہی کا سدباب ہے، کیونکہ جہاں مقتول پایا گیا وہاں کے لوگوں پر اس علاقے کی نگرانی ضروری تھی اور باوجود قدرت کے تحفظ فراہم نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس کوتاہی پر مواخذہ ضروری ہے۔ اس لیے امام ابوحنیفہ کی رائے یہ ہے کہ جس جگہ مقتول پایا جائے اس کے مالک یا مالکان کو ملزم ٹھہرایا جائے گا اور ان پر قسامت ہوگی تاکہ وہ اپنے سے الزامِ قتل کو دور کر سکیں اور دیت اس وجہ سے ہے کہ مقتول وہاں پایا گیا ہے۔(۱)

امام شافعی اور امام احمد کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب مجرم کے خلاف اثبات جرم کے دیگر دلائل نہ ہوں تو قسامت اثبات جرم کی دلیل ہے۔ گویا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قسامت دلیل اثباتی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ دلیل نفی ہے۔ البتہ اس امر میں اتفاق ہے کہ قسامت صرف جرم قتل ہی میں ہے اس کے علاوہ کسی زخم، ضرب، ایذاء یا قطع عضو وغیرہ میں قسامت نہیں ہے۔

شریعت اسلامیہ نے قرائن کو تسلیم کیا ہے اور بیشتر احکام کی اساس قرائن (Circumstantial Evidence) پر رکھی ہے۔ خود قسامت کی اساس قرینہ ہے خواہ لوث (جذبہ قتل) موجود ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ جن فقہاء کے نزدیک لوث کی شرط نہیں ہے وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ مقتول ملزم یا ملزمین کی جگہ پایا جائے جو اس بات کا قرینہ ہے کہ قتل یہاں کے باشندوں سے سرزد ہوا ہے اور جن فقہاء کے نزدیک لوث شرط ہے ان کے نزدیک لوث ملزم کے قاتل ہونے کا قرینہ ہے جو فقہاء حلف سے انکار کو اثبات جرم کا ذریعہ تصور کرتے ہیں ان کے نزدیک قسم سے انکار اس امر کا قرینہ ہے کہ عائد کردہ الزام درست ہے۔

چونکہ سزا کا مقصد افراد کی اصلاح، اجتماعی تحفظ اور معاشرتی مفاد ہے، بالخصوص جرائم قصاص اور دیت میں شریعت کی اصل توجہ معاشرے کے تحفظ کی جانب ہے، اس لیے مجرم کی ذات

۱۔ کاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۸: ۱۵۰، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حالات کو زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قانون قسامت مجموعی لحاظ سے کوتاہی اور غفلت کا سد باب کرنے کے لیے ہے، مزید یہ کہ مقتول کے ورثاء کو مالی فائدہ ملنے سے تلخی اور جھگڑوں کی شدت بھی ختم ہو جاتی ہے اور مقتول کا خون بھی رائیگاں نہیں جاتا۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام عقوبات ہر لحاظ سے جامع، ہمہ گیر اور شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام جدید ترین آراء اور جملہ ترقی یافتہ اصول و نظریات کو اپنے دامن میں رکھنے کے باوجود جدید قوانین کا مقام و مرتبہ اسلامی قانون کے مقابلہ میں انتہائی پست اور کمزور ہے، لیکن بدقسمتی سے اسلام کے قانون فوجداری سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ غلط تصور عام ہے کہ یہ قانون نہ دورِ جدید کے مطابق ہے اور نہ ہی آج کے ترقی یافتہ دور میں نافذ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ تصور حقائق کے خلاف ہے کیونکہ عموماً قانون سے وابستہ افراد کو اس کے بارے میں سرسری معلومات بھی نہیں ہیں۔

قانون دان طبقہ کی اس ضرورت کے پیش نظر شریعہ اکیڈمی نے اسلام کے قانون فوجداری کے تمام پہلوؤں کو اپنی حقیقی شکل و صورت میں پیش کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ قانون قسامت بھی اسی سلسلہ کی ایک کاوش ہے۔

ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی
ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
اسلام آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں انسانی جان کی اہمیت اور حرمت

قتل کو شریعت اسلامیہ میں بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے انسانی جان کو جو احترام دیا ہے وہ سورہ مائدہ کی اس آیت سے واضح ہے:

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ: ۳۲)

(ہم نے بنی اسرائیل پر حکم نازل کیا کہ جس نے کسی متنفس کو، بغیر اس کے کہ اس نے قتل نفس کا ارتکاب کیا ہو یا زمین میں فساد انگیزی کی ہو، قتل کر دیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے اسے زندہ رکھا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا)

اس آیت کریمہ میں دنیا کے سب سے پہلے واقعہ قتل کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا اولین سانحہ تھا جس میں ایک انسان نے دوسرے انسان کی جان لی۔ اس وقت پہلی مرتبہ ضرورت پیش آئی کہ انسان کو انسانی جان کا احترام سکھایا جائے اور اسے بتایا جائے کہ یہ انسان جینے کا حق رکھتا ہے۔ اس آیت کے اولین مخاطب بنی اسرائیل ہیں۔ یہاں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانی دنیا کا قتل قرار دیا گیا ہے اور ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ٹھہرایا گیا ہے۔

تمام ادیان واقوام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی معصوم انسانی جان کو تلف کرنا سنگین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین انسانی جرم ہے لیکن مذکورہ آیت میں ایک انسانی جان کے قتل کو تمام انسانوں کا قتل قرار دے کر اس جرم کی سنگینی اور شدت کو بڑے بلیغ انداز میں واضح کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نفس انسانی کی حفاظت کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ نے مادی اور معنوی دونوں طرح کی سزائیں مقرر کی ہیں۔ چنانچہ قصاص و دیت کے پہلو بہ پہلو اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کی سزا بھی رکھی گئی ہے جس کے اثرات دنیا اور آخرت دونوں میں مرتب ہوتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء:۹۳)

(اور جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے گا اس کی سزا جہنم ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے گا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑا زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقیقی بندوں اور اطاعت کرنے والے اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (الفرقان:٦٨)

(اور وہ لوگ (یعنی اللہ کے حقیقی بندے) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے متنفس کو ناحق قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے جرم ٹھہرایا ہے)

قتل ناحق کی سنگینی:

عن عبدالله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لزوال الدنیا اهون علی الله من قتل رجل مسلم[1] عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ کے نزدیک

1۔ نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن النسائی، ۷:۸۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طباعت ندارد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مسلمان کے ناحق قتل ہو جانے سے زیادہ آسان ہے۔

تین صورتوں کے علاوہ مسلمان کا قتل جائز نہیں:

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والذی لااله غیره لایحل دم امری مسلم یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله الا ثلاثة نفر: التارك للاسلام مفارق الجماعة والثَّیِّبُ الزّانی، النفس بالنفس[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو مسلمان اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (یعنی محمد) اللہ کا رسول ہوں تو اس کا خون بہانا جائز نہیں ہے، مگر ان تین قسم کے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے: ایک یہ کہ ایک مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ شادی شدہ زنا کرے، تیسرے یہ کہ جان کے بدلے جان (یعنی قصاص میں قتل کرنا جائز ہے)۔

کسی مسلمان کے قتل میں اعانت بھی سنگین جرم ہے:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من اعان علی قتل مومن بشطر کلمة لقی الله عزوجل، مکتوب بین عینیه آیس من رحمة الله[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک مومن کے قتل میں آدھی بات (یعنی ایک لفظ) کہہ کر بھی مدد کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے روز) اس طرح ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے

---

1 سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، ۷:۹

2 قزوینی، محمد بن یزید بن ماجہ، ص ۳۷۶، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان لکھا ہوا ہوگا ''یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے''۔

شریعت اسلامیہ میں نہ صرف یہ کہ دوسروں کی جان لینا حرام ہے بلکہ خودکشی بھی حرام ہے اور اپنی جان کا تقدس اور احترام بھی اسی طرح ہے جس طرح دوسروں کی جان کا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ومن تردى من جبل فقتل نفسه فهو فی نارجهنم، يتردى فيها خالدًا مخلدا فيها ابدا: من قتل نفسه بحديدة فحديدته فی يده يجاه بها فی بطنه فی نارجهنم خالدًا مخلدًا فيها ابدًا[1]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مارا اس کو دوزخ میں بھی گرایا جاتا رہے گا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے کسی ہتھیار سے مارا، وہ ہتھیار دوزخ میں اس کے اپنے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ اپنے پیٹ میں اندر گھونپے گا، اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الذی يخنق نفسه يخنقها فی النار، والذی يطعنها يطعنها فی النار[2]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارے گا وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹے گا۔ اور جو اپنے آپ کو نیزہ مارے گا، دوزخ میں بھی اپنے آپ کو نیزہ مارے گا۔

۱- امام احمد بن حنبل، مسند الامام احمد، ۲:۴۸۲، دارالفکر، طباعت ندارد

۲- بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، ۱:۴۵۹، رقم: ۱۲۹۹، دارالفکر، بیروت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت میں سب سے پہلے خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا:

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اول مایقضیٰ بین الناس یوم القیامۃ فی الدماء[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون ہوگا (یعنی قتل ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا، اور قاتل کو سزا دی جائے گی)۔

قرآن وسنت کی مذکورہ بالا توضیحات کی روشنی میں انسانی جان کے تقدس واہمیت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ اس سلسلہ میں معمولی سی غفلت اور کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتی اور ہر صورت میں خون کو رایگاں ہونے سے بچانے کی کوشش کرتی ہے، اس کا سب سے بڑا ثبوت اسلام کا قانون قسامت ہے۔ اہل محلّہ سے قانون قسامت کے تحت دیت وصول کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اہل محلّہ میں سے ہی لازماً کوئی قاتل ہے، کیونکہ اگر اہل محلّہ میں سے کوئی بھی قاتل نہ ہو تب بھی دیت انہی سے وصول کی جاتی ہے کیونکہ تمام اہل محلّہ اس لحاظ سے کوتاہی کے مرتکب ہیں کہ ایک ایسے شخص کی مدد اور حفاظت نہیں کر سکے جس کا خون بہانا حرام تھا اور جس کی مدد اور حفاظت تمام اہل محلّہ پر لازم تھی، اس لیے اہل محلّہ کا مواخذہ کیا جاتا ہے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، ص ۳۷۶

23696

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت کا معنی ومفہوم

ا) لغوی معنی:

لغت میں قسامت کے متعدد معانی ہیں مثلاً قسم، صلح، حسن وجمال وغیرہ۔

ب) اصطلاحی معنی:

قسامت کی تعریف میں بنیادی نوعیت کا اختلاف ہے اس لیے ذیل میں تفصیل سے وضاحت کی جاتی ہے۔

ا۔احناف کے نزدیک قسامت کا اصطلاحی معنی:

شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں:

”واذا وجد الرجل قتيلاً فی محلة قوم فعليهم ان يقسم منهم خمسون رجلا بالله ماقتلنا ولا علمنا له قاتلا ثم يغرمون الدية“(ا)

”جب کسی محلّہ میں مقتول پایا جائے تو ضروری ہے کہ اہل محلّہ میں سے پچاس افراد قسم کھا کر کہیں کہ بخدا ہم نے اسے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں قاتل کا علم ہے، پھر ان سے دیت بھی وصول کی جائے گی“۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

فی عرف الشرع تستعمل فی اليمين بالله تبارك و تعالى بسبب

ا۔ سرخسی، ابوبکر محمد بن احمد، المبسوط، ۲۵، ۱۰۶، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۹۸۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص وعدد مخصوص وعلی شخص مخصوص وھوالمدعی علیه علی وجه مخصوص (۱)

''شرعی اصطلاح میں مخصوص طریقہ سے مخصوص شخص (یعنی مدعی علیہ) کے خلاف کسی مخصوص سبب سے ایک مخصوص تعداد میں قسم کھانا قسامت کہلاتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس محلّہ سے مقتول ملا ہے، اس محلّہ کے پچاس افراد قسم کھائیں گے کہ ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی اس کے قاتل کے بارے میں کوئی علم ہے۔''

۲۔شوافع کے نزدیک قسامت کا اصطلاحی معنی:

''اسم للایمان التی تقسم علی اولیاء الدم''(۲)

یعنی مقتول کے ورثاء پر جو قسمیں تقسیم کی جاتی ہیں، ان قسموں کا نام قسامت ہے۔

۳۔ مالکیہ کے نزدیک قسامت کا معنی:

''ھی حلف خمسین یمینا او جزء ا منھا علی اثبات الدم''(۳)

دعویٰ خون کے اثبات پر پچاس یا اس سے کچھ کم قسمیں کھانا

۴۔حنابلہ کے نزدیک قسامت کا معنی:

ابن قدامہ فرماتے ہیں

''ھی الایمان المکررة فی دعوی القتل''(۴)

''دعویٰ قتل میں جو قسمیں بار بار کھائی جاتی ہیں انہیں قسامت کہا جاتا ہے۔''

۱۔ بدائع الصنائع، ۸:۱۵۱

۲۔ الشربینی الشیخ محمد،مغنی المحتاج،۴:۱۰۹، داراحیاء التراث العربی، لبنان، طباعت ۱۹۳۳

۳۔ ابوعبداللہ، الحطاب، مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل، ۶:۲۷۳، مطبعۃ دار الکتاب اللبنانی

۴۔ ابن قدامہ، عبدالرحمن بن ابی عمر بن احمد، المغنی، ۱۲:۱۸۸، ھجر للطباعۃ والنشر، قاہرہ، ۱۹۹۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت:

جب کسی محلہ میں کوئی مقتول پایا جائے تو قسامت کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ مقتول پر قتل کے آثار ہوں۔

۲۔ مقتول ایسی جگہ پایا جائے جہاں لوگوں کے تحفظ اور ان کی حمایت کی ذمہ داری کسی جماعت پر عائد ہوتی ہو جیسے محلہ یا گھر وغیرہ۔

۳۔ قاتل کا علم نہ ہو۔ اگر قاتل کے بارے میں کوئی ثبوت یا گواہ موجود ہیں تو پھر قسامت نہیں ہوگی۔

۴۔ ضروری ہے کہ مقتول بے گناہ ہو۔

۵۔ احناف کے نزدیک اہل محلہ پچاس قسمیں کھائیں گے جبکہ شوافع کے نزدیک مدعی پچاس قسمیں کھائے گا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور جاہلیت میں قسامت کا تصور

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں بھی قسامت کا تصور ملتا ہے۔ صحیح بخاری اور سنن نسائی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ واقعہ اس دعویٰ کی تائید کرتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دور جاہلیت میں سب سے پہلی قسامت اس طرح ہوئی کہ بنو ہاشم میں سے ایک شخص نے قریش کے ایک شخص کی ملازمت اختیار کر لی۔ ایک مرتبہ وہ اس کے اونٹ لے کر گیا تو اس کی ملاقات بنو ہاشم کے ایک شخص سے ہوگئی، اس ہاشمی کے برتن باندھنے کی رسی ٹوٹ گئی۔ اس نے اس ملازم سے کہا کہ مجھے برتن باندھنے کے لیے رسی دے دیں، تو اس نے ایک رسی دے دی۔ جب وہ کسی مقام پر ٹھہرے تو اس نے تمام اونٹ باندھ دیئے لیکن ایک اونٹ نہ باندھا جا سکا۔ مالک نے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا ہے، ملازم نے جواب دیا کہ راستہ میں بنو ہاشم کا ایک شخص ملا جس کے برتن باندھنے کی رسی ٹوٹ گئی تھی، اس نے مجھ سے اس سلسلہ میں مدد طلب کی تو میں نے وہ رسی اسے دے دی۔ یہ سنتے ہی مالک نے نوکر کو ایک لاٹھی ماری جس سے اس کی حالت نازک ہوگئی، اس موقع پر وہاں ایک یمنی شخص آ نکلا، نوکر نے یمنی سے پوچھا کہ کیا تم اس مرتبہ مکہ مکرمہ جاؤ گے، اس نے کہا نہیں جاؤں گا، شاید چلا بھی جاؤں۔ نوکر نے درخواست کی کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر میری طرف سے ایک پیغام پہنچا دیجیے، یمنی نے کہا ٹھیک ہے۔ نوکر نے کہا جب مکہ مکرمہ پہنچ جاؤ تو بلانا: اے قریش! جب وہ جواب دیں، تو بلانا: اے اولاد ہاشم! جب وہ جواب دیں، تو پھر ابو طالب کا پوچھنا، اور انہیں بتانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ فلاں شخص نے مجھے ایک معمولی سے رسی کے بدلے جان سے مار ڈالا ہے۔ بعدازاں وہ ملازم مر گیا۔ جب ملازم رکھنے والا شخص مکہ مکرمہ واپس آیا تو ابوطالب نے پوچھا کہ ہمارا آدمی کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ بیمار ہوا، میں نے اس کی خوب خدمت کی، پھر وہ مر گیا، میں نے اسے راستہ میں دفن کر دیا۔ ابوطالب نے جواب دیا کہ تم سے یہی توقع تھی۔ کچھ عرصہ بعد ہی وہ یمنی شخص مکہ مکرمہ آ پہنچا جسے ہاشمی نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی۔ اس نے پہلے قریش کو پکارا، جب جواب ملا کہ یہ قریش کے لوگ ہیں، تو اس نے بلایا: اے اولاد ہاشم، جب بتایا کہ یہ اولاد ہاشم ہیں، تو اس نے پوچھا ابوطالب کہاں ہے، لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں ابوطالب۔ اس نے بتایا کہ اسے شخص نے پیغام دیا تھا کہ اسے فلاں شخص نے محض ایک رسی کی خاطر مار ڈالا ہے۔ ابوطالب یہ بات سن کر اس شخص کے پاس آئے اور کہا: تجھے تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوگا:

۱۔ سو اونٹ دیت ادا کرو کیونکہ یہ غلطی سے قتل ہوا ہے، یا

۲۔ پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اسے نہیں مارا ہے، یا

۳۔ ہم تجھ سے قصاص لیں گے۔

اس شخص نے اس بات کا ذکر اپنے خاندان کے لوگوں سے کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم قسم کھائیں گے۔ اس دوران بنو ہاشم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون جوان کے ہاں بیاہی ہوئی تھی آئی اور کہا کہ اے ابوطالب! میری خواہش ہے کہ آپ پچاس آدمیوں میں سے ایک کے بدلہ یہ بیٹا بطور اُجیر منظور فرمالیں اور قسم نہ لیں۔ ابوطالب نے منظور کر لیا۔ بعد میں ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ سو اونٹوں کے بدلے پچاس آدمیوں سے قسمیں لینا چاہتے ہیں، تو ہر شخص کے حصہ میں دو دو اونٹ آتے ہیں، یہ لیجئے دو اونٹ، اور مجھ سے قسم نہ لیجئے، ابوطالب نے اسے بھی منظور فرمالیا۔ باقی اڑتالیس آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھائی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بخدا ایک سال گزرنے نہ پایا تھا کہ ان اڑتالیس میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہا تھا۔ (۱)

۱۔ سنن النسائی، ۸: ۲-۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن نسائی میں ہے:

عن اناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان القسامة كانت فى الجاهلية ثم اقرها رسول الله صلى الله عليه وسلم على ماكانت عليه فى الجاهلية و قضى بها بين اناس من الانصار فى قتيل ادعوه على يهود خيبر (۱)

''سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نقل کرتے ہیں کہ قسامت دور جاہلیت میں جاری تھی، بعدازاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح قائم رکھا جیسے یہ دور جاہلیت میں رائج تھی۔ آپ نے انصار میں سے کچھ لوگوں کے مقدمہ کا فیصلہ اسی کے ذریعے کیا جس میں انہوں نے ایک قتل کا ذمہ دار یہود خیبر کو ٹھہرایا۔

اسلام اور دورِ جاہلیت کے تصور قسامت میں فرق:

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دور جاہلیت میں قسامت کا جو طریقہ رائج تھا اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر تفصیلات و جزئیات کے ساتھ باقی رکھا بلکہ اسلام کا تصور قسامت دور جاہلیت سے متعدد امور میں مختلف ہے مثلاً زمانہ جاہلیت میں مدعی علیہ کو قصاص، دیت اور قسمیں کھانے میں اختیار ہوتا تھا جبکہ اسلام میں یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

اسلامی قانون قسامت کے بارے میں تفصیلی معلومات زیر نظر کتابچہ میں موجود ہیں۔

۱۔ سنن نسائی، ۸:۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت کی شرعی حیثیت

جمہور علماء کے نزدیک قسامت شرعاً درست ہے۔ البتہ بعض علماء سلف قسامت کے قائل نہیں ہیں۔ اس کی تفصیل میں دو مباحث ہیں:

پہلی بحث: جمہور کا نقطہ نظر اور ان کے دلائل

دوسری بحث: قسامت کے عدم جواز کے قائلین اور ان کے دلائل

۱۔ جمہور علماء کا نقطہ نظر اور ان کے دلائل:

جمہور صحابہ، تابعین اور فقہاء کے نزدیک قسامت جائز ہے۔ جمہور کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اصول یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے:

پہلی دلیل:

عن سهل بن ابي حثمة و عن رافع بن خديج ; انهما قالا: خرج عبدالله بن سهل بن زيد و محيصه بن مسعود بن زيد حتى اذا كانا بخيبر تفرقا في بعض ما هنالك ثم اذا محيصة يجد عبدالله بن سهل قتيلا فدفنه ثم أقبل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم هو و حُويصة بن مسعود و عبدالرحمن بن سهل و كان اصغر القوم فذهب عبدالرحمن ليتكلم قبل صاحبيه فقال له رسول الله

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلى الله عليه وسلم كبر (الكبر في السن) فصمت فتكلم صاحباه و تكلم معهما فذكروا لرسول الله صلى الله عليه وسلم مقتل عبدالله بن سهل فقال لهم أتحلفون خمسين يمينا فتستحقون صاحبكم. (أوقاتلكم). قالوا: وكيف نحلف و لم نشهد قال: فتبرئكم يهود بخمسين يمينا قالوا: وكيف نقبل ايمان قوم كفار فلما رأى ذلك رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أعطى عقله (۱)

سہل ابن ابی حثمہؓ اور رافع ابن خدیجؓ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود سفر پر نکلے، جب دونوں خیبر پہنچے تو دونوں وہاں کسی مقام پر الگ الگ ہو گئے۔ اچانک وہاں محیصہ کو عبداللہ ابن سہل مقتول حالت میں ملے۔ انہوں نے اسے وہیں دفن کر دیا۔ پھر محیصہؓ ابن مسعود، حویصہ ابن مسعود اور عبداللہ ابن سہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبدالرحمن ابن سہل ان میں چھوٹے تھے، جب وہ اپنے دیگر ساتھیوں کی طرف سے بات شروع کرنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عمر میں بڑا ہے اسے بات کرنے کا موقع دیں، تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر دوسرے دو ساتھیوں نے بات کی اور عبدالرحمن ابن سہل نے بھی بات کی۔ انہوں نے عبداللہ ابن سہل کے قتل کا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کہ اپنے مقتول ساتھی کے حق دار قرار پاؤ یا قاتل کا تعین ہو جائے''۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہیں تو کس طرح قسمیں کھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تمہیں بری الذمہ کر دیں۔ انہوں نے کہا: ہم کافر لوگوں کی قسمیں کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔ جب

۱۔ نیشاپوری، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، ۳: ۱۲۹۲، دارالحدیث، القاہرہ، ۱۹۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورتحال دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت ادا کی۔

وضاحت:

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قسامت جائز ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقتول کے اولیاء کے لیے کسی معین فرد پر دعویٰ مشکل ہو اور قاتل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں پچاس قسمیں دی جائیں گی لیکن جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اولیاء مقتول کو یہود کی قسموں کا اعتبار نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہل کے خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے لیے بیت المال سے اس کی دیت ادا کر دی۔

دوسری دلیل:

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: البينة على المدعى واليمين على من انكر الا فى القسامة (۱)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدعی کے ذمہ ثبوت ہے اور قسم انکار کرنے والے پر ہے سوائے قسامت کے۔''

وضاحت:

اس حدیث میں حقوق کے اثبات کا عمومی ضابطہ ذکر کیا گیا ہے کہ مدعی ثبوت پیش کرے گا اور مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی لیکن قسامت کا قانون اس عمومی ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں محدثین نے کچھ کلام کیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی دیگر دلائل سے اس کی تائید

۱۔ دارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن دارقطنی، ۴:۲۱۸، رقم:۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔

تیسری دلیل:

عن أبي سلمة بن عبدالرحمن وسليمان بن يسار عن ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن القسامة كانت في الجاهلية فاقرها رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما كانت عليه في الجاهلية و قضى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أناس من الأنصار في قتيل ادعوه على يهود خيبر (۱)

ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار بعض انصار صحابہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ قتل میں قسامت کا طریقہ زمانہ جاہلیت میں رائج تھا جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے بنو حارثہ کے ایک مقتول کا فیصلہ قسامت کے طریقہ سے کیا جس کا دعویٰ انہوں نے یہودیوں پر کیا تھا۔

وضاحت:

جمہور قسامت کے جواز پر اس حدیث کو بھی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو برقرار رکھا اور اس کے مطابق فیصلہ بھی فرمایا۔مزید یہ کہ خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ قسامت بھی ہے۔

قسامت کے عدم جواز کے قائلین اور ان کے دلائل:

بعض سلف کا قسامت کے جواز سے انکار:

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سلف مثلاً ابوقلابہؒ، سالم بن عبداللہؒ، سلیمان بن یسار، قتادہؒ، مسلم بن خالد اور عمر بن عبدالعزیزؒ (ایک روایت کے مطابق) قسامت کے قائل نہیں

۱۔ سنن النسائی، ۸:۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک قسامت ثابت نہیں ہے اور کئی پہلوؤں سے اصولِ شریعت کے خلاف ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: لو یعطی الناس بدعواهم لادعی ناس دماء الرجال و اموالهم ولکن الیمین علی المدعی علیه(۱)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض ان کے دعوؤں کی بدولت دیا جانے لگتا، تو وہ ایک دوسرے کے خون اور مال کے دعویٰ کرنے لگ جاتے، لیکن مدعیٰ علیہ کے ذمے قسم ہے۔

سنن بیہقی میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ''لکن البینة علی المدعی والیمین علی من انکر''(۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی شخص کو ثبوت کے بغیر کوئی حق نہیں دلایا جا سکتا۔ چونکہ اس حدیث میں حکم عام ہے اس لیے اس سے قسامت کا عدم جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ شریعت کا اصول یہ ہے کہ فیصلہ کسی ثابت شدہ دلیل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، تو قسامت میں ایسے افراد کی قسموں کی بنیاد پر کیسے فیصلہ دیا جا سکتا ہے جو موقعہ پر موجود ہی نہ ہوں۔

۳۔ حضرت سہیلؓ کی مذکورہ حدیث سے قسامت ثابت نہیں ہوتی بلکہ قسامت کا طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

۲۔ جاء رجل من حضرموت ورجل من کنده الی رسول الله (صلی الله علیه وسلم) فقال الحضرمي یا رسول الله ان هذا غلبني علی أرض کانت لأبي فقال الکندي هي أرضي في یدي أزرعها

۱۔ صحیح مسلم،۳:۱۳۳۶

۲۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، ۱۵:۳۹۳، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ليس له فيها حق فقال النبي صلى الله عليه وسلم للحضرمي ألك بينة؟ قال: لا، قال: فلك يمينهٔ فقال: يارسول الله انه فاجر ليس يبالي ماحلف ليس يثورع من شيء فقال ليس لك منه الا ذلك(۱)

ایک شخص علاقہ حضر موت سے اور مقام کندہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضر موت سے آنے والے شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس شخص نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ کندہ سے تعلق رکھنے والے نے کہا: یہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، میں اس میں کاشت کرتا ہوں۔ اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے ،تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا: کیا تیرے پاس ثبوت ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے دوسرے سے کہا کہ تم قسم کھاؤ۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاسق شخص ہے قسم کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اسے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس کی طرف سے صرف اسی طریقہ سے تسلی کرائی جاسکتی ہے۔

وضاحت:

قسامت کے عدم جواز کا موقف رکھنے والے علماء کا استدلال یہ ہے کہ یہاں اثبات حق کے لیے صرف ایک ہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ ثبوت پیش کیا جائے بصورت دیگر مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔

جمہور فقہاء کا جواب:

۱۔ پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قسامت بھی ایک شرعی دلیل ہے جس طرح مدعی کی طرف سے گواہ پیش کرنے کی بنیاد پر یا مدعی علیہ کی قسم کی بنیاد پر کوئی فیصلہ شرعی ثبوت تصور کیا جاتا ہے اسی طرح قسامت کے ذریعہ بھی فیصلہ شرعی ثبوت کی بنیاد پر تصور کیا جائے گا۔

جس حدیث میں یہ اصول ذکر کیا گیا ہے کہ ''مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور مدعا علیہ پر قسم ہے'' وہ عام ہے جبکہ قسامت کی احادیث خاص ہیں، اس لیے دونوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، ۱:۱۲۳، حدیث نمبر ۱۳۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت کی احادیث پر ان حالات میں عمل کیا جائے گا جہاں قسامت کی شرائط پائی جاتی ہوں، دیگر حالات میں اس حدیث پر عمل ہوگا جس میں حکم عام ہے۔اس طرح کسی فرد کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

۲۔ جمہور کی طرف سے دوسری دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ جرم کا اقرار نہ کرے لیکن میت پر آثار قتل موجود ہوں تو ایسی صورت میں قسامت ایک ثابت شدہ شرعی دلیل ہے جسے دیگر شرعی دلائل سے رد نہیں کیا جاتا بلکہ دلائل میں تطبیق کے بعد سب پر عمل کیا جاتا ہے۔

۳۔ تیسری دلیل کا جمہور کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت سہیلؓ کی حدیث کے علاوہ بھی یہ بات متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کے طریقہ کو قائم رکھا، مثلاً ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قسامت کا جو طریقہ دور جاہلیت میں رائج تھا اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں بھی برقرار رکھا۔

۴۔ چوتھی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ دیگر احادیث کی طرح اس حدیث کا مصداق بھی صرف وہ حالات ہیں جن میں قسامت کا حکم نہیں ہے۔ دونوں قسم کی احادیث پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ جن میں قسامت کا حکم ہے، ان پر بھی عمل کیا جائے بشرطیکہ وہ تمام شرائط موجود ہوں جو قسامت کے لیے ضروری ہیں، اور ان احادیث پر بھی عمل کیا جائے جن میں عام اصول بیان کیا گیا ہے۔اس طرح تمام احادیث میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور سب پر عمل بھی ہو جاتا ہے اور تعارض بھی ختم ہو جاتا ہے۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ایک قلیل تعداد کے علاوہ تمام صحابہ وتابعین اور فقہاء ومحدثین کے نزدیک قسامت شرعاً جائز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قانون قسامت کے تحت فیصلے فرمائے ہیں اور بعد کے ادوار میں بھی اس قانون پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔اس سلسلہ میں احادیث میں جو بظاہر تعارض نظر آتا ہے ان میں جمہور علماء نے نہایت احسن طریقہ سے تطبیق کی ہے۔اس سے تمام احادیث پر عمل ہو جاتا ہے اور کسی حدیث کو مرجوح قرار دے کر ترک نہیں کیا جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت کی شرائط

چونکہ قسامت کا طریقہ مخصوص حالات میں اختیار کیا جاتا ہے اور یہ شریعت کے عمومی قواعد اور قیاس سے ہٹ کر ایک استثنائی صورت ہے اس لیے فقہاء نے قسامت کے لیے کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔ بعض شرائط پر تو تمام ائمہ کا اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف۔

حنفیہ کے نزدیک شرائط قسامت

حنفیہ کے نزدیک قسامت کی سات شرائط ہیں:

ا۔ جسم پر زخم یا چوٹ کا نشان:

مقتول کے جسم پر زخم ہوں یا چوٹ ہو، گلہ گھونٹے جانے کا نشان ہو۔ اگر اس قسم کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو پھر نہ قسامت ہے اور نہ دیت، کیونکہ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طبعی موت مرا ہوگا۔ اسی طرح اگر خون منہ، ناک، پاخانے یا پیشاب کے مقام سے نکلا ہو تو بھی قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔ ان مقامات سے کسی چوٹ یا ضرب کے بغیر نکسیر یا قے کی وجہ سے بھی خون نکل سکتا ہے۔ اس لیے کہ ظاہر احوال کے مطابق وہ شخص مقتول نہیں ہے۔ اگر خون آنکھ یا کان سے بہہ رہا ہو تو ایسی صورت میں قسامت اور دیت ہے کیونکہ ان جگہوں سے بالعموم کسی دوسرے شخص کی ایذا رسانی کے بغیر خون نہیں نکلتا۔ یہی وجہ ہے کہ احناف کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے کہ ظاہر حال مدعی کے سچا ہونے کی گواہی دے بلکہ یہی کافی ہے کہ مقتول کسی محلہ میں پایا جائے اور اس پر قتل کے آثار بھی موجود ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

"والقتل عندنا کل میت به اثر فان لم یکن فیه اثر فلاقسامة فیه ولادیة"(۱)

(ہمارے نزدیک مقتول ہر وہ مردہ شخص ہے جس پر قتل کا کوئی نشان ہو، اگر قتل کا کوئی نشان نہیں ہے تو پھر قسامت اور دیت نہیں ہے)

اگر اس بات کا بھی احتمال ہے کہ طبعی موت مرا ہو اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ قتل ہوا ہو، تو محض شک اور احتمال کی وجہ سے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص میدان جنگ میں مقتول پایا گیا ہو اور اس پر قتل کا نشان نہ ہو تو وہ شہید نہ ہوگا، چنانچہ اسے غسل دیا جائے گا۔ البتہ اگر خون آنکھ یا کان سے بہہ رہا تو تو وہ پھر وہ شہید کہلائے گا۔

۲۔ قاتل کا علم نہ ہو: احناف کے نزدیک قسامت کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قاتل کون ہے؟ اگر قاتل معلوم ہے تو پھر قتل عمد میں قصاص ہے اور قتل خطاء اور شبہ عمد وغیرہ میں دیت ہے۔

۳۔ مقتول انسان ہو: اگر کوئی جانور کسی محلّہ میں مردہ پایا جائے تو قسامت کا طریقہ نہیں اختیار کیا جاتا کیونکہ قسامت خلاف قیاس ہے اور جو چیز کسی صریح حکم سے خلاف قیاس ثابت ہو اسے اسی معاملہ تک محدود رکھا جاتا ہے، اس پر مزید قیاس نہیں کیا جاتا۔

۴۔ عدالت میں دعویٰ دائر کیا ہو: قسامت کے لیے ضروری ہے کہ اولیاءِ مقتول نے دعویٰ عدالت میں دائر کر دیا ہو، کیونکہ قسامت قسم ہی ہے اور قسم اس وقت دلانا ضروری ہوتا ہے جب کوئی دعویٰ کیا جائے۔

۵۔ قتل کے ارتکاب سے انکار: مدعی علیہ جب قتل کے ارتکاب کا انکار کر دے تو قسامت لازم آتی ہے۔ اگر مدعی علیہ قتل کا اقرار کر لے یا قاتل کے بارے میں بتا دے تو پھر قسامت نہیں

۱۔ المبسوط، ۲۵: ۱۱۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"وفیہا ای من شروط القسامۃ انکار المدعی علیہ لان الیمین وظیفۃ المنکر قال علیہ الصلوۃ والسلام والیمین علی من انکر"(۱)

یعنی قسامت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ مدعی علیہ قتل سے انکار کردے کیونکہ قسم منکر کی ذمہ داری ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

"قسم کی ذمہ داری اس کی ہے جو انکار کرے۔"

۶۔ چونکہ قسم دلانا اولیاء مقتول کا حق ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان کی طرف سے قسامت کا مطالبہ ہو۔علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"مقتول کے ولی کو اس بات کا اختیار ہے کہ جن لوگوں پر قتل کا الزام ہے ان میں سے قسم دلانے کے لیے انتخاب کرے کیونکہ قسم ولی کا حق ہے جسے اس کے مطالبہ کی صورت میں پورا کیا جائے گا۔وہ ان افراد کی تعیین کرے گا جن سے یہ حق لینا چاہتا ہے۔وہ صالح اور نیک افراد کا انتخاب بھی کرسکتا ہے، کیونکہ اس قسم کے لوگ فساق و فجار کے مقابلہ میں جھوٹی قسموں سے زیادہ اجتناب کرتے ہیں اور اگر انہیں قاتل کا علم ہو تو وہ قسم کھانے کے بجائے اس کے بارے میں بتا دیں گے۔"(۲)

۷۔ وہ مقام جہاں سے مقتول کی لاش ملی ہے اس کا کوئی مالک ہو یا وہ کسی کے قبضہ میں ہو۔ اگر وہ کسی کی مِلک یا قبضہ میں نہیں ہے تو پھر قسامت نہیں ہے مثلاً کسی مقتول کی لاش شارع عام، مارکیٹ، پل، صحراء، دریا یا کسی جامع مسجد سے برآمد ہوئی ہے تو ایسی صورت میں بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی، قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔(۳)

۱۔ بدائع الصنائع، ۷:۲۸۹

۲۔ المبسوط، ۲۶:۱۱۰

۳۔ محمد حسین، البحرالرائق، ۸:۳۹۱، المکتبہ الماجدیہ، کوئٹہ، طباعت ندارد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکیہ کے نزدیک شرائط قسامت

۱۔ مدعی کو قاتل کا علم نہ ہو اور مدعی علیہ قتل کا اعتراف نہ کرے۔

۲۔ مقتول آزاد اور مسلمان ہو، ذمی اور غلام کے قتل کی صورت میں قسامت نہیں ہے۔

۳۔ دعویٰ قتل کا ہو، زخمی کرنے کا نہ ہو۔

۴۔ اولیاء مقتول کا اس بات پر اتفاق ہو کہ یہ قتل ہوا ہے۔

۵۔ قتل عمد میں اولیاء مقتول ہی سے کم از کم دو افراد عاقل ہوں۔

۶۔ ظاہر حال سے مدعی کے حق میں کوئی شہادت موجود ہو مثلاً کسی ایک عادل گواہ کی گواہی کہ اس نے مقتول کو خون میں لت پت دیکھا ہے وغیرہ۔

شافعیہ کے نزدیک شرائط قسامت:

۱۔ دعویٰ قتل کا ہو۔

۲۔ قتل ایسی جگہ ہوا ہے جہاں مقتول یا اس کے قبیلہ اور مدعی علیہ کے درمیان دشمنی ہو۔

۳۔ دعویٰ میں مدعی اس بات کا تعین کرے کہ یہ قتل عمد ہے، قتل خطا ہے یا شبہ عمد ہے۔

۴۔ مقتول کا ولی بوقت دعویٰ عاقل، بالغ اور مکلّف ہو۔

۵۔ مدعی علیہ مکلّف ہو یعنی نابالغ یا پاگل پر دعویٰ نہ ہو۔

۶۔ دعویٰ میں تضاد نہ ہو مثلاً یہ نہ ہو کہ پہلے قتل عمد کا دعویٰ کیا ہو اور پھر قتل خطاء کا۔

۷۔ مقتول پر قتل کے نشانات پائے جاتے ہوں مثلاً زخم اور چوٹ وغیرہ۔

۸۔ زخمی ہونے کے بعد موت تک مسلسل صاحب فراش رہا ہو۔

حنابلہ کے نزدیک شرائط قسامت:

۱۔ قتل کا دعویٰ ہو خواہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، ذمی ہو یا مسلمان۔

۲۔ مقتول اور اہل محلّہ میں پہلے سے دشمنی موجود ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ دعویٰ قتل میں تمام اولیاء مقتول کا اتفاق ہو۔ اگر کسی کا اختلاف ہو تو قسامت نہیں ہے۔

۴۔ مدعیان عاقل ہوں اور مرد ہوں۔

بعض فقہاء حنابلہ نے کچھ اور شرائط بھی ذکر کی ہیں لیکن جمہور حنابلہ کے نزدیک یہی شرائط ہیں۔

حاصل کلام:

بعض شرائط قسامت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف ہے۔

(ا) وہ شرائط قسامت جن پر اتفاق ہے:

ا۔ نوعیت جرم: قسامت صرف قتل کی صورت میں ہے۔ اگر صرف زخم آئے ہیں یا کوئی عضو تلف ہوا ہے تو پھر قسامت نہیں ہے۔

۲۔ قتل کے نشانات: میت پر قتل کے نشانات موجود ہوں، طبعی موت کی صورت میں قسامت نہیں ہے۔

۳۔ مقتول کوئی انسان ہو: کسی جانور وغیرہ کے قتل کی صورت میں قسامت نہیں ہے۔

۴۔ اولیاء مقتول اہل محلّہ پر قتل کا دعویٰ کریں۔

۵۔ قاتل کا علم نہ ہو اور کسی نے قتل کا اقرار بھی نہ کیا ہو۔

ب) وہ شرائط جن میں اختلاف ہے:

ا۔ مسلمان ہو: مالکیہ کے نزدیک شرائط قسامت میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مقتول مسلمان ہو، مقتول کافر ہو تو قسامت نہیں ہے۔

شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک مقتول مسلمان ہو یا ذمی قسامت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ آزاد ہو: مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک آزاد ہونا بھی قسامت کے لیے ضروری ہے، لیکن شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک قسامت کے لیے آزاد اور غلام کی کوئی تمیز نہیں ہے۔

۳۔ تمام ورثاء کا قسامت کا مطالبہ کرنا: مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک قسامت کے لیے تمام ورثاء کا مطالبہ ضروری ہے جبکہ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے۔

۴۔ مدعی علیہ یا مدعی علیہان کی تعیین پر تمام ورثاء کا اتفاق کرنا: مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مدعی علیہ یا مدعی علیہان کی تعیین پر تمام ورثاء کا اتفاق ضروری ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔

۵۔ جگہ کسی کی ملکیت یا قبضہ میں ہو: حنفیہ کے نزدیک قسامت کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس جگہ مقتول پایا جائے وہ کسی کی ملکیت یا قبضہ میں ہو، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے۔

۶۔ وصف قتل کا ذکر ہو: شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک قسامت کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعویٰ قتل میں وصف قتل (قتل عمد، قتل خطا یا شبہ عمد) کا بھی ذکر کیا جائے حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے۔

۷۔ مدعی کا مرد اور عاقل ہونا: حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک مدعیان کا مرد اور عاقل ہونا ضروری ہے۔ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مالی حق ہے جس کا مطالبہ عورتیں اور مرد سب کر سکتے ہیں۔

۸۔ مکلّف ہونا: حنابلہ کے نزدیک قاتل کا مکلّف ہونا ضروری ہے۔ لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک اس میں مکلّف اور غیر مکلّف میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۹۔ لوث: شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک لوث شرط ہے۔ احناف کے نزدیک لوث (قرینہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت کی مستقل شرط نہیں ہے البتہ دیگر شرائط کے ضمن میں لوث (قرینہ یا علامت) کا مفہوم یا بعض صورتیں آ جاتی ہیں مثلاً یہ شرط کہ قتل کے نشانات پائے جاتے ہوں۔ اگر ایسی کوئی علامت نہیں ہے تو قسامت نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک پہلی شرط اور اسی طرح ساتویں شرط میں بھی لوث کا مفہوم ضمناً آ جاتا ہے۔

لوث کی وضاحت:

وہ فقہاء جو لوث کو قسامت کے لیے شرط قرار دیتے ہیں، ان سے لوث کی متعدد تعریفات منقول ہیں، لیکن یہ اختلاف لفظی نوعیت کا ہے، معنی و مفہوم سب کا تقریباً ایک ہی ہے مثلاً

۱۔ ''قرينة لصدق المدعى'' یعنی لوث سے مراد وہ قرینہ ہے جس سے مدعی کے سچا ہونے کا علم ہوتا ہے۔

۲۔ ''مايغلب على الظن صدق المدعى'' (لوث وہ چیز ہے جس سے مدعی کے سچا ہونے کا غالب گمان ہے۔

۳۔ ''انه امارة تغلب على الظن صدق مدعى القتل'' لوث وہ نشانی یا علامت ہے جس سے قتل کا دعوئ کرنے والے کے سچا ہونا کا غالب گمان ہوتا ہے۔

جمہور فقہاء یعنی شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ سے منقول تمام تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ لوث سے مراد وہ قرینہ، علامت نشانی یا دلیل ہے جس سے غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ مدعی اپنے دعوئ قتل میں سچا ہے۔

لوث کی صورتیں:

لوث کی صورتوں میں جمہور فقہا میں بھی اختلاف ہے مثلاً شافعیہ کے نزدیک لوث کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ اگر کوئی شخص صحرا میں مقتول حالت میں پایا جاتا ہے اور قریب ہی کوئی شخص خون آلود کپڑوں یا خون آلود اسلحہ کے ساتھ کھڑا ہے تو یہ لوث ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اگر ایک عادل شخص گواہی دے دے کہ فلاں شخص نے اس شخص کو قتل کیا ہے تو یہ بھی لوث ہے۔

۳۔ اگر کچھ لوگ مقتول کے گھر سے باہر نکلتے دیکھے گئے ہوں اور وہ وہاں بطور مہمان آئے ہوں یا کسی ضرورت کے لیے آئے ہوں، تو یہ لوث ہے۔

۴۔ مقتول بڑے شہر سے الگ کسی محلّہ، چھوٹی بستی یا قلعہ میں پایا گیا ہو اور مقتول اور اہل محلّہ میں کھلی دشمنی ہو اور وہاں اہل محلّہ کے علاوہ کوئی نہ رہتا ہو تو یہ بھی لوث ہے۔

مالکیہ کے نزدیک درج ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ ایک عادل شخص قتل کا عینی گواہ ہو۔

۲۔ دو عادل گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے مقتول کو زخمی حالت میں دیکھا۔

۳۔ مقتول کسی محلّہ یا کسی کے گھر میں پایا جائے۔

۴۔ بالغ آزاد مسلمان مقتول نے موت سے پہلے بیان دیا ہو کہ میرے خون کا ذمہ دار فلاں ہے اور اس بیان پر دو گواہ بھی موجود ہوں۔

حاصل:

اس بحث سے فی الجملہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوث کا اعتبار چاروں ائمہ کے ہاں کیا جاتا ہے۔ البتہ احناف اسے ایک مستقل شرط کے طور پر ذکر نہیں کرتے بلکہ دیگر شرائط کے ضمن میں لوث کی بعض صورتیں خود بخود آ جاتی ہیں جبکہ دیگر فقہاء کے ہاں لوث مستقل شرط ہے۔ البتہ لوث کی مختلف صورتوں کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت کا طریقہ

فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ پہلے مقتول کے ولی کو پچاس قسمیں کھانے کے لیے کہا جائے گا یا مدعیٰ علیھان کو۔

جمہور ائمہ کا مسلک

ا) شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، ربیعہ، ابوالزناد، امام لیث اور داؤد بن علی کا مذہب یہ ہے کہ پہلے اولیاء مقتول کو قسمیں کھانے کے لیے کہا جائے گا تاکہ وہ اپنا دعویٰ ثابت کر سکیں اور ان کے حق میں فیصلہ کیا جا سکے۔ اگر اولیاء مقتول قسمیں کھانے سے انکار کر دیں تو پھر مدعا علیہان سے قسمیں لی جائیں گی۔

ب) حنفیہ اور بعض دیگر فقہاء کا مذہب:

حنفیہ، حسن بصریؒ، امام شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ، سفیان ثوریؒ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ ابتداء میں قسمیں مدعیٰ علیھان سے لی جائیں گی۔ اگر وہ قسمیں کھا لیں تو پھر اہل محلّہ پر دیت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ حضرت عمرؓ کا بھی اس قسم کا ایک فیصلہ منقول ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی مخالفت نہیں کی۔ گویا یہ ایک طرح کا اجماع ہے۔

جمہور کے دلائل:

جمہور ائمہ وفقہاء کے نقطۂ نظر کی دلیل وہ احادیث ہیں جو صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں عبداللہ بن سہل بن زید الانصاری کے خیبر میں قتل کے سلسلے میں مذکور ہیں۔ جب عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ اور ان کے چچازاد بھائی حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حلف اٹھانے کو کہا تو انہوں نے عرض کیا:

''قالوا أمرلم نشهده كيف نحلف، قال فيبرئكم يهود بايمان خمسين منهم قالوا يا رسول الله قوم كفار قال فوادهٗ رسول الله صلى الله عليه وسلم من قبله'' (۱)

ہم نے اسے دیکھا ہی نہیں تو کیسے حلف اٹھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ (یعنی یہود) پچاس قسمیں کھا کر بری الذمہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہ تو کافر لوگ ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس مقتول کی دیت رسول اکرمؐ نے اپنی طرف سے دی۔

ایک دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں:

''أتحلفون خمسين يمينا فتستحقون دم صاحبكم''(۲)

کیا تم پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے مقتول ساتھی کے خون کے حقدار ٹھہرو گے؟

۲۔ جمہور کی دوسری دلیل موطا امام مالک میں یہ ہے:

''قال مالك: الامر المجتمع عليه عندنا. والذى سمعت ممن ارضى فى القسامة والذى اجتمعت عليه الائمه فى القديم والحديث ان يبداء بالايمان، المدعون فى القسامة فيحلفون قال مالك و تلك السنة التى لا اختلاف فيها عندنا''(۳)

امام مالک فرماتے ہیں: ہمارے ہاں جس چیز پر اتفاق ہے اور قسامت کے بارہ میں جو بات میں نے ایسے علماء سے سنی ہے جو میرے نزدیک قابل اعتماد ہیں اور جس پر جدید و

۱۔ صحیح مسلم، ۳: ۱۲۹۲   ۲۔ صحیح مسلم، ۳: ۱۲۹۱

۳۔ امام مالک بن انس، الموطا، ۵۸۸، دار الفکر، بیروت ۱۹۸۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم تمام ائمہ کا اتفاق ہے وہ یہ کہ قسامت میں مدعیان سے قسموں کی ابتداء کی جائے گی اور وہ قسمیں کھائیں گے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں اس طریقہ پر اتفاق ہے۔

اس مقام پر امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے لوگوں (اہل مدینہ) کا عمل یہی رہا ہے کہ قسامت میں قسموں کی ابتداء اولیاء مقتول کرتے ہیں۔امام مالک فرماتے ہیں کہ خیبر کے واقعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداً حلف اولیاء مقتول سے لینے کی بات کی تھی۔

۳۔ جمہور کی تیسری دلیل یہ حدیث ہے:

"عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله سلم قال: البینة علی من ادعی والیمین علی من أنکر الا فی القسامة"(۱)

(بارثبوت مدعی پر اور قسم منکر پر ہے سوائے قسامت کے)

اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں ثبوت پیش کرنے اور قسم لینے کے عمومی ضابطہ سے قسامت کو مستثنیٰ قرار دیا ہے یعنی قسامت میں حلف مدعی علیہ سے نہیں بلکہ مدعی سے لیا جائے گا۔

ا۔احناف کے دلائل

ا۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"ولنا قوله علیه السلام البینة علی المدعی والیمین علی من انکر وفی روایة علی المدعی علیه وروی سعید بن المسیب ان النبی صلی الله علیه وسلم بدابالیهود بالقسامة وجعل الدیة علیهم لوجود القتیل بین اظهرهم"(۲)

ا۔ دارقطنی،۴:۲۱۸

۲۔ المرغینانی، برھان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر، الھدایہ۴:۴۹۷، داراحیاء التراث العربی، لبنان، طباعت ندارد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس دلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ: بارِ ثبوت مدعی پر ہے اور منکر کے ذمے قسم ہے، ایک روایت میں ہے کہ قسم مدعی علیہ پر ہے۔ سعید بن مسیبؒ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے پہلے قسمیں لی تھیں اور ان کے پاس مقتول کے پائے جانے کی وجہ سے دیت ان پر لازم کی تھی۔

۲۔ صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ایک انصاری صحابی سہیل بن ابی حثمہ نے انہیں بتایا کہ ان کے قبیلہ کے کچھ افراد خیبر گئے، وہاں جا کر وہ مختلف جگہوں میں پھیل گئے، ان کے کسی ایک ساتھی کو کسی نے قتل کر دیا تو جہاں مقتول پایا گیا تھا وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے تو انہوں نے کہا ہم نے اسے نہ قتل کیا اور نہ ہی ہمیں اس کے قاتل کا کچھ علم ہے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ! ہم خیبر گئے تھے وہاں ہمارے ایک ساتھی کو کسی نے قتل کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بڑا ہے وہ بات کرے، پھر آپؐ نے مدعیان سے فرمایا:

”تاتونی بالبینة علی من قتله، قالوا مالنا بینة قال فیحلفون قالوا لا نرضی بایمان الیهود فکره رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یبطل دمه فواده مائة من ابل الصدقه“(۱)

”قاتل کے متعلق ثبوت پیش کرو، انہوں نے کہا: ہمارے پاس تو کوئی ثبوت نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ پھر یہود قسمیں کھائیں گے، انہوں نے کہا! ہم یہود کی قسموں سے مطمئن نہیں ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال کے اونٹوں سے سو اونٹ دے دیئے“۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عام دعاوی کی طرح یہاں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی سے ثبوت طلب کیا، ثبوت نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہان کو قسمیں دلانے کی بات کی۔

۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ۴: ۱۹۱، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۹۸۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ رافع بن خدیج نقل کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک شخص قتل ہوگیا۔ مقتول کے ورثاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لکم شاہدان یشهدان علی قتل صاحبکم قالوا یا رسول الله لم یکن ثم احد من المسلمین وانما هم یهود، وقد یجترؤن علی اعظم من هذا قال فاختاروا منهم خمسین فاستحلفوهم فابوا فواده النبی صلی الله علیه وسلم من عنده(۱)

''تمہارے پاس دو ایسے گواہ ہیں جو تمہارے ساتھی کے قتل پر گواہی دیں، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں تو کوئی مسلمان نہیں تھا، وہاں تو صرف یہود تھے، وہ تو اس سے بھی بڑھ کر جرات کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے پچاس افراد منتخب کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قسمیں دلائیں تو انہوں نے انکار کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس سے دیت دی۔

۴۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

ہماری دلیل زیاد بن ابی مریم کی یہ روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں قبیلہ میں اپنے بھائی کو مقتول پایا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجمع منهم خمسین فیحلفون بالله ماقتلوه ولا علموا له قاتلا ''ان میں سے پچاس افراد کو جمع کرو، پھر وہ اللہ کی قسمیں کھائیں کہ انہوں نے اسے نہ قتل کیا ہے اور نہ انہیں اس کے قاتل کا کوئی علم ہے۔'' مدعی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میرا یہی ایک بھائی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بل لك مائة من الابل'' (تیرے لیے سو اونٹ ہیں)۔(۲)

۱۔ السجستانی، سلیمان ابن اشعث، سنن ابو داؤد، ۶۴۰، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹

(۲) بدائع الصنائع، ۸: ۱۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قسمیں مدعی کو نہیں دی جائیں گی بلکہ مدعا علیہان کو دلائی جائیں گی۔ مدعی علیہان اہل محلّہ ہیں۔

۵۔ سنن ابی داؤد میں ایک انصاری صحابی کے الفاظ اس طرح منقول ہیں:

''ان النبی صلی اله علیه وسلم قال للیهود و بدأ بهم یحلف منکم خمسون رجلا فابوا فقال للانصار استحقوا فقالو انحلف علی الغیب یا رسول الله صلی الله وسلم فجعلها رسول الله دیة علی یهود لانه وجد بین اظهرهم''(۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے آغاز کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم میں سے پچاس افراد قسمیں کھائیں، انہوں نے انکار کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا: وہ مستحق ہو گئے ہیں۔ انصار نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بغیر دیکھے ہم قسمیں کھائیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود پر دیت عائد کی، کیونکہ مقتول ان کے ہاں پایا گیا تھا۔

حنفی مسلک کا حاصل:

احناف کے مذکورہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ اولیائے مقتول اور مدعیوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ مدعی علیہان سے لی جائے گی اور قسمیں کھا لینے کے باوجود ان پر دیت واجب رہے گی۔

جمہور کے مسلک کا حاصل:

ابتداء اولیاء مقتول اور مدعیوں سے قسم لی جائے گی، اگر اولیاء مقتول قسم اٹھالیں تو ان کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور وہ قصاص یا دیت (بنابر اختلاف) کے حق دار ٹھہریں گے۔

اگر اولیاء مقتول قسم اٹھانے سے انکار کر دیں تو پھر مدعی علیہان سے قسم لی جائے گی۔

۱۔ سنن ابی داؤد، ص ۶۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کھانے سے انکار کی صورت میں احکام

چونکہ مدعی اور مدعی علیہان کو قسم دلانے میں اساسی نوعیت کا اختلاف ہے، اس لیے احناف اور جمہور کے نزدیک قسم کھانے سے انکار کی صورت میں پیدا ہونے والی صورتیں الگ الگ ذکر کی جاتی ہیں۔

ا) مدعی علیہان کا قسم سے انکار۔۔۔ حنفی نقطہ نظر

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حنفیہ کے نزدیک قسامت میں ابتداء مدعی علیہان کو قسمیں کھانے کے لیے کہا جاتا ہے۔ البتہ اگر مدعی علیہان قسمیں کھانے سے انکار کر دیں تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

''اگر مدعی علیہان (یا کوئی ایک مدعی علیہ) قسم کھانے سے انکار کر دیں تو انہیں اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ قسمیں نہ کھا لیں، کیونکہ خون کی اہمیت کی وجہ سے اس معاملہ میں قسم کو حق لازم کے درجہ میں قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی حق لازم واجب ہو تو اس کی ادائیگی کے لیے نیابت کافی نہیں ہے، اس لیے انکار کی صورت میں قید رکھا جائے گا تا کہ اس حق کی ادائیگی ممکن ہو سکے۔(۱)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

''جو شخص قسم کھانے سے انکار کرے گا اسے قسم کھانے تک قید میں رکھا جائے گا۔ کیونکہ خون کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر قسامت میں قسمیں استحقاق کے لیے اٹھائی جاتی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس بارے میں قسم سے انکار اور دیت دونوں کو جمع کیا جاتا ہے جبکہ اس کے برعکس دیگر مالی معاملات میں اگر کوئی شخص قسم کھانے سے انکار کر دے تو اسے قید نہیں کیا جاتا، کیونکہ دیگر مالی معاملات میں یمین اصل حق کا بدل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس مال کو خرچ کر دے

۱۔ المبسوط، ۲۵:۱۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا دعویٰ ہے، تو اس سے قسم ساقط ہو جائے گی، اور جس مسئلہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں، یہاں تو دیت ادا کرنے سے بھی یمین ساقط نہیں ہوگی۔

جو تفصیل ہم نے ذکر کی ہے یہ اس صورت میں ہے جب ولی مقتول نے تمام اہل محلّہ پر قتل کا دعویٰ کیا ہو یا کچھ غیر معین افراد پر دعویٰ کیا ہو، خواہ دعویٰ قتلِ عمد کا ہو یا قتل خطاء کا، دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اگر بعض معین افراد پر قتل کا دعویٰ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بعض معین افراد پر دعویٰ کی صورت میں قسامت اور دیت باقی اہل محلّہ سے ساقط ہو جائے گی۔ اس صورت میں ولی مقتول سے کہا جائے گا کہ تیرے پاس کوئی ثبوت اور گواہی ہے؟ اگر اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی گواہی یا ثبوت نہیں ہے، تو اب مدعیٰ علیہ سے ایک قسم لی جائے گی۔ اس صورت میں اہل محلّہ سے دیت اور قسامت ساقط ہو جائے گی۔(۱)

مشہور حنفی محقق ابن ہمام فرماتے ہیں:

''تاج الشریعۃ فرماتے ہیں کہ قسم سے انکار کرنے والے کو قید تب کیا جائے گا جب ولی کا دعویٰ قتل عمد کا ہو، اگر قتل خطاء کا دعویٰ ہو تو عاقلہ (مددگار برادری) پر دیت ہے اور کسی کو قید نہیں کیا جائے گا۔۔۔۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ سے دو طرح کی روایات ہیں۔ ہمارے تینوں ائمہ سے ظاہر روایت یہی نقل کی جاتی ہے کہ مذکورہ صورت میں قسم سے انکار کرنے والوں کو قسم اٹھانے تک قید میں رکھا جائے گا۔ اس میں تمام صورتیں آ جاتی ہیں، کیونکہ یہ مطلق ہے۔

دوسری روایت (جو ظاہر روایت نہیں ہے) یہ ہے کہ اگر قتل خطاء کا دعویٰ ہے تو اس صورت میں قسم سے انکار کی صورت میں قید نہیں کیا جائے گا بلکہ تین سال میں عاقلہ (مددگار برادری) دیت ادا کریں گے۔ اس روایت کو حسن بن زیاد نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے۔(۲)

۱۔ الھدایۃ، ۴:۴۹۸

۲۔ کمال الدین، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، ۹:۳۰۹، ۳۱۰، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مدعی علیہان سے قسمیں کھانے کے بعد بھی دیت ساقط نہیں ہو گی، بلکہ جب اہل محلہ میں سے پچاس افراد قسمیں کھالیں تو اس کے بعد انہیں دیت ادا کرنا ہوگی، یعنی قسمیں کھانے سے دیت سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

دلیل: حارث بن ازمع سے منقول ہے کہ انہوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''انبذل ایماننا و اموالنا'' کیا ہم قسمیں بھی اٹھائیں گے اور مال بھی دیں گے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نعم'' (ہاں)۔

۲۔ مدعیان کا قسم کھانے سے انکار: (جمہور کا نقطۂ نظر)

پہلے وضاحت کی جا چکی ہے کہ جمہور (حنابلہ، شافعیہ، مالکیہ وغیرہ) کے نزدیک ابتداء قسم مدعی یا مدعیان کو دی جائے گی۔ اگر مدعی یا مدعیان قسم اٹھالیں تو ان کے حق میں قسامت کا حکم (دیت یا قصاص) ثابت ہو جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر مدعی یا مدعیان قسم سے انکار کر دیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جمہور کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر مدعیان قسم اٹھانے سے انکار کر دیں اور قتل کا ثبوت موجود نہ ہو تو پھر مدعی علیہان کو قسمیں دلائیں جائیں گی۔ مدعی علیہان حلف اٹھانے کی صورت میں بری ہو جائیں گے، ان پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

اگر مدعیان حلف سے گریز کریں تو اس صورت میں مدعی علیہان سے حلفی بیان لیا جائے گا، وہ پچاس قسمیں کھالیں تو بری ہو جائیں گے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ''فتبرئکم الیھود'' (یہود قسمیں اٹھا کر بری الذمہ ہو جائیں گے) اس بات کی دلیل ہے کہ قسمیں کھانے سے مدعی علیہان بری الذمہ ہو جاتے ہیں اور ان پر دیت لازم نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں حنابلہ کے دو اقوال ہیں:

(ا) اگر مدعیان حلف سے گریز کریں تو مدعی علیہان کو پچاس قسمیں دلائی جائیں گی، قسمیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے کی صورت میں وہ بری الذمہ ہو جائیں گے۔ ابن قدامہ حنبلی اس روایت کو ظاہر قول قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی مذہب یحییٰ بن سعید انصاری، ربیعۃ الرائے، ابوالزنادؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور لیثؒ کا بھی ہے۔

ہماری دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے "فتبرء کم الیھود بایمان خمسین منھم"

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "فیحلفون خمسین یمینا و یبرؤن من دمہ" (تو وہ پچاس قسمیں کھا کر اس کے خون سے بری الذمہ ہو جائیں گے)۔ جبکہ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت خود ادا کی تھی، یہود سے نہیں دلائی تھی۔

امام احمدؒ سے دوسرا قول یہ بھی منقول ہے کہ مدعی علیہان قسمیں کھانے کے باوجود بری الذمہ نہیں ہوں گے اور دیت بھی ادا کریں گے۔

مدعی علیہان کا قسم سے انکار: (جمہور کا نقطۂ نظر)

چونکہ جمہور ائمہ وفقہاء کے نزدیک ابتداء قسمیں مدعیان کو دی جاتی ہیں، ان کے انکار کی صورت میں مدعی علیہان سے قسمیں اٹھانے کو کہا جاتا ہے۔ اب رہی یہ صورت کہ اگر مدعی علیہان بھی حلف سے گریز کریں، تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

اس مسئلہ میں جمہور ائمہ کا موقف الگ الگ ہے۔

مالکیہ کا نقطۂ نظر:

مالکیہ کا موقف یہ ہے کہ اگر مدعی علیہان قسم سے گریز کریں تو انہیں قسم کھانے تک قید میں رکھا جائے گا، اس صورت میں دوبارہ مدعیان کو قسم نہیں دی جائے گی۔

شوافع کا نقطۂ نظر:

شافعیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر مدعی علیہان قسم سے گریز کریں تو مدعیان کو قسم دی جائے گی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ قتل عمد ہو یا خطاء۔

حنابلہ کا نقطہ نظر:

حنابلہ کے نزدیک مدعی علیہان کو قسمیں دینے کے لیے دو شرائط کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ مدعیان کا قسم اٹھانے سے انکار۔

۲۔ مدعیان کا مدعی علیہان کی قسموں پر رضامندی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے نزدیک مدعی علیہان کو اس وقت تک قسمیں نہیں دلائی جائیں گی جب تک مدعیان انہیں قسمیں دلانے پر راضی نہ ہوں۔ اگر مدعیان قسمیں دلانے پر رضامند نہیں ہیں تو اس صورت میں حکومت بیت المال سے دیت کا اہتمام کرے گی۔

البتہ اگر مدعی یا مدعیان قسمیں دلانے پر رضامند ہوں لیکن مدعی علیہان حلف سے گریز کریں تو اس صورت میں امام احمدؒ سے دو روایات منقول ہیں:

(۱) مدعی علیہان کو قسم اٹھانے تک قید کیا جائے گا۔

(۲) حلف سے گریز کی صورت میں مدعی علیہان کو قید نہیں کیا جائے گا۔

ابن قدامہ حنبلی دوسری روایت کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہماری دلیل یہ ہے کہ جس طرح دیگر معاملات میں مدعی علیہ کے قسم سے انکار کی صورت میں قید نہیں کیا جاتا، اسی طرح یہاں بھی قید نہیں کیا جائے گا، جب یہ بات ثابت ہے تو قسامت میں بھی مدعی علیہان سے انکار کی صورت میں قصاص نہیں لیا جائے گا، کیونکہ قسم کھانے سے انکار اگرچہ ایک دلیل ہے لیکن یہ کمزور دلیل ہے۔(۱)

۱۔ المغنی لابن قدامہ،۱۲:۲۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیت اور قسامت کے وجوب کا سبب

جس محلہ سے مقتول کی لاش برآمد ہوئی ہو اور مقتول کے جسم پر ایسے آثار موجود ہوں جن سے یہ ثابت ہو رہا ہو کہ یہ طبعی موت نہیں مرا، تو ایسی صورت میں اہل محلہ سے بیان حلفی لیا جاتا ہے۔ اگر اصل قاتل کی نشان دہی ہو جائے اور قتل کا ثبوت مل جائے تو اس سے قصاص یا دیت لی جاتی ہے۔ اگر قاتل کی نشان دہی نہ ہو سکے تو مقتول کی دیت اہل محلہ سے وصول کی جاتی ہے۔

سبب:

اگر اہل محلہ سے کوئی بھی قاتل نہیں ہے تب بھی ان سے دیت وصول کی جاتی ہے، کیونکہ تمام اہل محلہ اس لحاظ سے قصوروار ہیں کہ ایک ایسے شخص کی مدد اور حفاظت نہیں کر سکے، جس کی مدد اور حفاظت سب کے لیے ضروری تھی، اور جس کا خون بہانا حرام تھا۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"قسامت اور دیت کے وجوب کا سبب یہ ہے کہ جہاں مقتول پایا گیا وہاں کے لوگوں نے اس کی مدد اور حفاظت میں کوتاہی کی ہے، جبکہ اس شخص کی مدد اور حفاظت اہل محلہ پر واجب تھی، اور وہ اس کی حفاظت کرنے پر قدرت بھی رکھتے تھے۔ تو اب اس ذمہ داری اور واجب کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے اہل محلہ کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس کوتاہی پر ان کا مواخذہ کیا جائے گا تا کہ آئندہ اس قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ ہو۔ جس شخص پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ قسامت اور دیت کا بھی زیادہ ذمہ دار ہے، کیونکہ اس کی کوتاہی بھی زیادہ ہے۔ مزید یہ کہ وہ جگہ کسی کی ملکیت اور قبضہ میں ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے، اس لیے مدد کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''الخراج بالضمان'' (فائدہ وہ اٹھائے جو تاوان دینے کا پابند ہو)۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''لها ماکسبت و علیها مااکتسبت'' (البقرة:۲۸۶)

(اس نے جو اچھے کام کیے ان کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا، اور جو برے کام کیے اس کا نقصان بھی اسی کو ہوگا)

اس لیے جب مقتول کسی کی مملوکہ یا زیر استعمال جگہ میں پایا جائے تو اس پر یہ الزام عائد ہوگا کہ اس نے اسے قتل کیا ہے۔ اب اس الزام کو دور کرنے اور دیت واجب کرنے کے لیے شریعت نے قسامت کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس کے دلائل احادیث اور اجماع صحابہ سے مل جاتے ہیں۔(۱)

۱۔ البدائع الصنائع، ۷:۲۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعیت قتل اور دیت یا قصاص کا ثبوت

قتل خطا اور دیت:

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قتل خطا کی صورت میں دیت واجب ہے۔ وہ تمام فقہاء جو قسامت کے جواز کے قائل ہیں، ان کے نزدیک قتل خطا میں دیت ہے۔

قتل عمد میں قصاص یا دیت:

ا) **احناف کا نقطۂ نظر:** احناف کے نزدیک قسامت میں بہرصورت دیت ہے، خواہ قتل خطا ہو یا قتل عمد۔ امام شافعی کا قول جدید بھی یہی ہے۔ حسن بصریؒ، امام شعبیؒ، امام نخعیؒ، عثمان البتی اور حسن بن صالح کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔

دلائل:

نقلی دلیل: دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری میں جو حدیث منقول ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

''اما ان تدوا صاحبکم، او تأذنوا بحرب '' (یا تو تم اپنے اس ساتھی کو دیت ادا کرو یا اعلان جنگ کرو)۔ یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل عمد یا قتل خطا میں کسی قسم کا امتیاز یا فرق نہیں کیا بلکہ مطلقاً دیت واجب قرار دی ہے۔ اگر قصاص کے لیے قسامت کا طریقہ کار موزوں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لازماً اس کا بھی ذکر فرماتے۔

عقلی دلیل: قسامت ایک کمزور دلیل ہے اور اس میں ایک نوع کا شبہ بھی ہے، کیونکہ حلف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالب گمان تو ہوتا ہے لیکن یہ کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ اس لیے احتیاط کا پہلو اسی میں ہے کہ شبہ یا کمزور دلیل کی بنا پر کسی کا خون نہ بہایا جائے۔

امام نوویؒ صحیح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ تمہیں دیت ادا کریں اور اگر وہ ہمارے اس فیصلہ پر عمل درآمد کے لیے تیار نہیں ہیں تو اپنا معاہدہ توڑ کر اعلان جنگ کر رہے ہیں۔ یہ حدیث ان فقہاء کی دلیل ہے جن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قسامت میں صرف دیت واجب ہے، قصاص نہیں۔''

اس تقسیم میں ہی حصر ہے کہ ''دیت ادا کرو یا اعلان جنگ ہے۔'' یعنی ان دو چیزوں ہی کا اختیار ہے لیکن تیسرا کوئی راستہ (Option) نہیں ہے۔

قصاص کے قائلین کا جواب:

وہ فقہاء جو قتل عمد میں قصاص کے قائل ہیں، وہ اس دلیل کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس حدیث میں صرف دو چیزوں کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ اس مقدمہ میں اولیاء مقتول نے قاتل کی تعیین کے بغیر ہی یہود پر قتل کا دعویٰ کیا تھا، ظاہر ہے کہ جب قاتل متعین نہ ہو تو قصاص ممکن نہیں ہے، بالفرض اگر اولیاء مقتول پچاس قسمیں اٹھاتے کہ یہود نے اسے قتل کیا ہے تو اس صورت میں ان پر دیت واجب ہوتی۔ اور اگر اولیاء مقتول کسی متعین شخص کے بارے میں قسم کھائیں کہ وہ قاتل ہے تو اس پر قصاص واجب ہوتا۔ اس طرح ان روایات میں تطبیق ممکن ہے جن میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔

احناف اور دیگر فقہاء کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

''ان احادیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس محلہ سے مقتول کی لاش برآمد ہوئی ہو وہاں کے لوگوں سے حلف لیا جائے گا، کیونکہ ظاہر بات یہی ہے کہ ان میں سے کسی نے قتل کیا ہوگا۔ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کسی اور محلّہ سے آکر کوئی شخص کسی اجنبی کو قتل کردے بلکہ قاتل اہل محلہ کی مدد سے قتل کرسکتا ہے تو گویا وہ عاقلہ (مددگار برادری) ہیں، تو اس قسم کے حالات میں شریعت نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مقتول کے خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے لیے دیت واجب کی ہے۔ قسامت کا یہ طریقہ اس لیے بھی واجب کیا ہے تا کہ اس طریقہ کار کو اختیار کرنے سے قاتل کی نشان دہی ہو جائے اور بے گناہ نہ پکڑے جائیں، یہی وجہ ہے کہ اہل محلّہ کو قسمیں اس طرح دلائی جاتی ہیں کہ: بخدا ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں قاتل کا علم ہے۔ مزید یہ کہ اہل محلّہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قسم کے واقعات سے اپنے محلّہ کو بچائیں اور اس کی حفاظت کا اہتمام کریں۔ اگر اس قسم کا کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے تو اس سے اہل محلّہ کی کوتاہی اور غفلت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لیے شریعت نے اہل محلّہ پر دیت اور قسامت واجب کی ہے۔

علامہ سرخسیؒ امام مالک کا نقطۂ نظر اور امام شافعی کا قولِ قدیم نقل کرتے ہیں کہ ان ائمہ کے نزدیک قتل عمد میں قصاص ہے۔ البتہ امام شافعی کا قول جدید یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت ہے کیونکہ قصاص شبہ پیدا ہونے سے ساقط ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد علامہ سرخسیؒ احناف کے دلائل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارے پاس اس کے (یعنی قتل عمد و خطا دونوں میں صرف دیت ہے) دلائل وہ مشہور احادیث اور آثار ہیں جنہیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ مزید یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"لو يعطى الناس بدعواهم لادعى ناس دماء رجال و اموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه"

(اگر لوگوں کو محض ان کے دعووں کی بنیاد پر دیا جانے لگے تو لوگ دوسروں کے سارے جان و مال ہی کا دعویٰ کر دیں، اس لیے مدعیٰ علیہ پر قسم ہے۔[1]

ہم نے کتاب الدعوٰی میں یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ حلف یا یمین مال کے استحقاق کے لیے بھی کوئی صحیح اور کامل دلیل نہیں ہے تو قصاص کے استحقاق کی کس طرح دلیل ہو سکتی ہے بالخصوص جبکہ یہ یقینی امر ہے قسم اٹھانے والا بھی محض قرائن (لوث) کی بنیاد پر اندازاً قسم اٹھاتا ہے اور اس

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے وہ واقعہ آنکھوں سے نہیں دیکھا ہوتا ہے۔

قسم کے مشروع ہونے کی وجہ یہ اصول ''ابقاء ماکان علی ماکان'' (جو حالت پہلے تھی اسی پر باقی رکھا جائے گا (جب تک کہ اس کے خلاف ثبوت نہ مل جائے) ہے۔ اس لیے قسم سے کسی چیز کا استحقاق ثابت نہیں ہوتا۔

اس حدیث ''اتحلفون و تستحقون دم صاحبکم'' (کیا تم قسم اٹھا کر قاتل کے قصاص کے حق دار بننا چاہتے ہو) میں ''وتستحقون دم صاحبکم'' کا اضافہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ محدثین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہاں سہل ابن ابی حثمہ کو وہم ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ نہیں فرمائے ہیں۔ بالفرض حدیث میں یہ اضافہ درست بھی ہو تو یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حکم نہیں ہے بلکہ ''علی سبیل الانکار'' ہے یعنی تم قسم اٹھا کر قصاص کے حقدار نہیں بن سکتے۔ (۱)

قصاص کے قائلین:

ب) امام احمد اور امام مالک کا نقطۂ نظر:

امام احمدؒ، امام مالکؒ، جمہور علماء حجاز، امام زہری، ربیعہؒ، لیثؒ، اوزاعیؒ، اسحاقؒ، ابوثورؒ اور داؤدؒ کا موقف یہ ہے کہ قسامت میں قتل عمد کی صورت میں قصاص ہے دیت نہیں ہے۔ متعدد صحابہ سے بھی یہی بات منقول ہے اور امام شافعی کا قولِ قدیم بھی یہی ہے۔

دلائل:

خیبر میں عبداللہ بن سہل انصاری کے قتل کے بارے میں سہل ابن ابی حثمہ کی جو روایات منقول ہیں، وہ مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کی گئیں ہیں:

۱۔ حماد ابن زید یحیٰی ابن سعید انصاری کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ المبسوط، ۲۵: ۱۰۸، ۱۰۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یقسم خمسون منکم علی رجل منهم فیدفع برمته، قالوا امر لم نشهده، کیف نحلف''

(تمہارے پچاس آدمی ان کے ایک شخص کے خلاف قسمیں کھائیں، تا کہ وہ اپنی گردن کی رسی دے۔ تو انہوں نے کہا کہ جس چیز کو ہم نے دیکھا نہیں ہے، اس کے بارے میں ہم کیسے قسمیں کھا سکتے ہیں)۔ یہاں ''رمة'' سے مراد وہ رسی ہے جو قاتل کی گردن میں قصاص کے لیے ڈالی جاتی ہے۔ یہ لفظ اس کے علاوہ کسی اور مفہوم میں استعمال کرنا درست نہیں ہوگا۔

۲۔ دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اتحلفون و تستحقون دم صاحبکم'' (کیا تم قسم اٹھا کر قاتل کے خون کے حقدار ٹھہرو گے)۔ لفظ صاحب سے مراد قاتل ہے۔ قصاص کے بارے میں یہ حدیث بالکل واضح ہے۔

۳۔ سنن ابی داوٗد میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونصر بن مالک کے ایک شخص سے قسامت میں قصاص لینے کا حکم دیا تھا لیکن مشہور محدث امام منذریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں دو راوی ساقط ہیں، اس لیے یہ الگ سے کوئی دلیل نہیں بن سکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت اور دیت کس پر واجب ہے

ا۔ بچہ اور دیوانہ پر قسامت

نابالغ بچہ اور مجنون پر قسامت نہیں ہے۔ خواہ مقتول ایسی جگہ پایا جائے جو پاگل یا نابالغ بچہ کی ملکیت ہو کیونکہ بچہ اور دیوانہ میں اہلیت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام قسم کے دعووں میں ان سے قسم نہیں لی جاتی۔ مزید یہ کہ قسامت ان لوگوں پر واجب ہے جو مدد کرنے کے اہل ہوں اور یہ دونوں مدد نہیں کر سکتے لہذا ان پر قسامت واجب نہیں ہے۔ (۱)

۲۔ عورت پر قسامت

جس طرح نابالغ بچہ اور پاگل پر قسامت نہیں، اسی طرح عورت پر بھی قسامت نہیں ہے۔ البتہ اس میں کچھ تفصیل کی ضرورت ہے۔ اگر مقتول کسی ایسی بستی سے ملے جہاں اس عورت کے علاوہ کوئی نہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس پر قسامت واجب ہوگی، چنانچہ اس سے قسمیں لی جائیں گی اور قسموں کا تکرار بھی ہوگا۔ البتہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مذکورہ صورت میں عورت پر قسامت واجب نہیں ہے بلکہ اس کی برادری پر ہے۔ عورت ایسے مقتول کی بابت قسامت اور دیت میں شامل نہیں ہوگی جو اس کی ملکیت کے سوا کسی اور جگہ پایا جائے کیونکہ عورت مدد کرنے کی اہل نہیں ہے اور قسم اس شخص پر لازم ہے جو مددگار بن سکے۔ (۲)

کن صورتوں میں قسامت اور دیت نہیں

اگر کوئی شخص کسی جگہ مردہ پایا گیا اور جسم پر زخم، چوٹ یا ضرب کا کوئی نشان نہیں ہے، تو اس

ا۔ بدائع الصنائع، ۷:۲۹۴ ۲۔ ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں اس علاقہ کے لوگوں پر نہ قسامت ہے اور نہ دیت۔ ایسا آدمی طبعی موت مرنے والا تصور کیا جاتا ہے اس لیے کہ موجود شواہد کے مطابق وہ شخص مقتول نہیں ہے۔ عرف اور محاورے میں مقتول اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی زندگی کسی ایسے سبب اور ذریعے سے ختم ہوتی ہو جس کا کسی زندہ انسان نے ارتکاب کیا ہو۔ جس علاقہ سے مقتول کی لاش برآمد ہو، وہاں قسم لینے کے لیے ضروری ہے کہ مردہ کے جسم پر ایسے نشان ہوں جو اس بات پر دلالت کرتے ہوں کہ اس شخص کو قتل کیا گیا ہے۔

اگر ایک شخص کسی علاقہ میں مردہ پایا گیا اور اس کے منہ یا پیشاب پاخانے کی جگہ سے خون نکلا ہوا تھا، ایسے آثار بھی موجود تھے کہ اس خون کی وجہ سے موت واقع ہوگئی ہے، تو اس صورت میں بھی قسامت نہیں ہے کیونکہ ان مقامات سے کسی دوسرے شخص کی ایذا رسانی کے بغیر کسی بیماری کے سبب یا عادۃً بھی خون نکلتا ہے۔(۱)

جب مقتول کے جسم کے حصے، مختلف جگہوں میں پائے جائیں تو کیا حکم ہے؟

اصولی بات یہ ہے کہ جس جگہ یا علاقہ میں جسم کا اکثر حصہ پایا جائے گا، وہاں کے لوگوں پر قسامت بھی ہے اور دیت بھی کیونکہ اکثر کا حکم وہی ہے جو کل کا ہے۔ البتہ اگر کسی جگہ جسم کے آدھے حصہ سے کم پایا گیا تو اسے پورا بدن شمار نہیں کیا جائے گا، اس صورت میں اس علاقہ کے لوگوں سے قسم بھی نہیں لی جائے گی مثلاً کسی محلّہ میں مقتول کا سر یا پاؤں یا ہاتھ، یا ٹانگ پائی جاتی ہے تو اس محلّہ کے لوگوں پر قسامت اور دیت واجب نہیں ہے۔(۲)

اگر زمین کے سابقہ مالکان اور خریدار دونوں ہوں تو قسامت کا حکم:

جس علاقہ سے مقتول کی لاش برآمد ہوئی ہے، وہاں اگر مختلف قبائل یا برادریاں ہوں اور زمین کے (سابقہ) مالکان اور خریدار دونوں موجود ہوں تو اس صورت میں امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ

۱۔ الہدایۃ ۴: ۴۹۹ ۲۔ ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک قسامت زمین کے سابقہ مالکان پر واجب ہوگی۔ دلیل یہ ہے کہ زمین کے سابقہ مالکان مالکانہ حقوق میں اصل ہیں کیونکہ ابتدائی ملکیت ان کے حق میں ثابت ہے اور انہی کی طرف سے خریداروں کو منتقل ہوئی ہے، لہذا محلے کی مدد اور حفاظت کے وہ زیادہ ذمہ دار ہیں اور ان کی موجودگی میں خریدار تو اجنبی کی مانند ہیں، لہذا قسامت اور دیت بھی ان پر واجب ہے۔

امام ابو یوسف کا موقف یہ ہے کہ سابقہ مالکان اور خریدار دونوں پر قسامت اور دیت واجب ہیں کیونکہ سابقہ مالکان پر قسامت ملکیت کے اعتبار سے ہے تو نئے خریداروں کی ملکیت بھی تو ثابت ہے۔ یہ بات کہی جاتی ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے موقف میں اختلاف کی وجہ ان کا ذاتی مشاہدہ تھا۔ کوفہ میں محلّہ کے انتظامی امور کے ذمہ دار مالکان زمین تھے، جبکہ امام یوسفؒ نے محلّہ کے معززین کو محلّہ کے امور کی دیکھ بھال کرتے دیکھا تھا۔ چنانچہ اس طرح دونوں کے نقطہ ہائے نظر میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے بلکہ ہر ایک نے امن وامان قائم رکھنے والوں کی تعیین پر مسئلہ کی بنیاد رکھی ہے۔(۱)

محلّہ کی مسجد/ جامع مسجد اور شارع عام میں مقتول کا پایا جانا:

اگر کسی مسجد میں کوئی شخص مقتول حالت میں ملا تو جس محلّہ میں وہ مسجد واقع ہے وہاں کے لوگوں پر قسامت واجب ہے کیونکہ اس علاقہ اور محلّہ کے لوگوں پر ہی مسجد کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ داری ہے البتہ اگر کوئی شخص شہر کی جامع مسجد میں مقتول پایا گیا، یا کسی شارع عام پر مقتول پایا گیا تو کسی پر قسامت واجب نہیں ہے۔ اس صورت میں دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ چونکہ جامع مسجد میں شہر کے ہر علاقے سے لوگ آتے ہیں، کچھ مخصوص افراد نہیں آتے کہ ان پر قتل کی ذمہ داری ڈالی جائے۔

اسی طرح شارع عام سے بھی ہزاروں لوگ گزرتے ہیں، کسی خاص فرد یا طبقہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے، اس لیے قسامت واجب نہ ہوگی اس صورت میں دیت بیت المال سے ادا کی

۱۔ بدائع الصنائع، ۷: ۲۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی کیونکہ بیت المال میں تمام لوگوں کا مال اور سب کا حق ہے۔(۱)

اگر بازار میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم:

اگر کسی مقتول کی لاش کسی ایسے بازار سے ملے جو کسی کی ملکیت ہو تو اس صورت میں امام ابو یوسف اور طرفین (امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ) کے نقطہ نظر میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کا موقف یہ ہے کہ قسامت اور دیت وہاں کے تمام باشندوں پر واجب ہو گی، خواہ وہ مالک ہوں یا کرایہ دار۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک قسامت اور دیت ان لوگوں پر واجب ہے جو اس مارکیٹ کے مالک ہیں۔ ہاں اگر بازار کسی خاص فرد، یا افراد کی ملکیت نہیں ہے تو دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔(۲)

پل پر مقتول پائے جانے کا حکم:

نہروں، ندیوں اور دریاؤں وغیرہ کے پل پر کسی کی لاش پڑی ہوئی ملے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

جنگل میں مقتول کے پائے جانے کا حکم:

اگر کسی شخص کی لاش کسی ایسے جنگل یا صحرا میں پائی جائے جہاں قریب کوئی آبادی نہیں اور نہ مزدور و کاشتکار، اور وہ کسی کی ملکیت بھی نہیں ہے تو اس صورت میں کسی پر قسامت اور دیت نہیں ہے بلکہ خون ہدر (رائیگاں) ہے۔

اگر وہ جنگل یا صحرا کسی کی ملکیت ہے تو پھر جو مالک ہے اس پر قسامت اور دیت واجب ہے۔

نہر، ندی یا دریا میں مقتول کا پایا جانا:

اگر کسی کی لاش کسی نہر، ندی یا دریا کے کنارے رکی ہوئی ملے تو اس کی قسامت اور دیت

۱۔ الہدایۃ ۴:۵۰۲ ۲۔ ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کنارے سے قریب ترین اہل محلہ پر واجب ہوگی۔ اگر لاش رکی ہوئی نہیں ہے بلکہ دریا میں بہی جارہی ہے تو پھر اس کی قسامت اور دیت کسی پر واجب نہیں ہے بلکہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔

جیل خانے میں مقتول کے پائے جانے کا حکم:

اگر کوئی مقتول کسی جیل خانے میں پایا گیا تو اس کی قسامت و دیت بھی بیت المال پر واجب ہوگی۔ چونکہ جیل میں موجود قیدی ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے اور کمزور ہوتے ہیں، اس لیے ان پر ایسی کوئی چیز لازم بھی نہیں ہوگی جو مدد اور حفاظت میں کوتاہی کی وجہ سے لازم آتی ہو۔ امام ابو یوسفؒ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایسی صورت میں قسامت اور دیت دونوں جیل خانے میں موجود لوگوں پر عائد ہوگی کیونکہ یہی لوگ یہاں کے باشندے ہیں لہذا اس کی حفاظت و نگرانی بھی انہی کے ذمہ ہے۔(۱)

لڑائی یا بلوے میں مارے جانے کا حکم:

اگر کسی جگہ ایک گروہ کی دوسرے سے چاقوؤں، چھریوں اور تلواروں سے لڑائی ہوئی پھر وہ کسی مقتول کو چھوڑ کر وہاں سے منتشر ہوگئے اور چلے گئے، تو اس صورت میں قسامت اور دیت اس محلّہ پر واجب ہے جہاں لڑائی ہوئی اور جہاں سے لاش ملی۔ البتہ اگر اولیاء مقتول کسی متعین فرد پر قتل کا دعویٰ کر دیں تو پھر اہل محلّہ پر قسامت اور دیت واجب نہیں ہے۔

عام منڈی میں پائے جانے والے مقتول کا حکم:

اگر کسی شخص کی لاش شہر کی بڑی منڈی سے ملی ہو اور وہ کسی کی ملکیت ہو تو اس کے مالک پر قسامت اور دیت واجب ہوگی۔ اگر وہ منڈی حکومت کی ملکیت ہے تو اس صورت میں قسامت نہیں ہے البتہ دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی کیونکہ یہ منڈی حکومت کے زیر کنٹرول ہے اور کوئی مخصوص فرد اس کا مالک نہیں ہے۔(۲)

۱۔ الهداية ۴:۵۰۲ ۲۔ بدائع الصنائع، ۷:۲۹۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقتول کسی سواری پر پایا جائے تو اس کا حکم:

اگر کسی شخص کی لاش کسی چوپائے پر پائی جائے تو جو شخص اس چوپائے کو ہانک کر لیجا رہا ہو اس کی مددگار برادری (عاقلہ) پر دیت واجب ہوگی۔ جس علاقہ یا محلّہ سے سواری گزر رہی ہے اس پر قسامت اور دیت واجب نہیں ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے مقتول کسی کے گھر میں پایا جائے۔(۱)

اگر مقتول کی لاش کسی گاڑی، موٹر سائیکل، بس وغیرہ سے برآمد ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

اگر کسی سواری پر مقتول کی لاش دو بستیوں کے درمیان سے گزر رہی ہو لیکن اس سواری کے جانور کے ساتھ کوئی بھی نہ ہو تو جو قریب ترین بستی ہوگی وہاں کے لوگوں پر دیت واجب ہوگی، کیونکہ نقل کیا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مقتول پیش کیا گیا جو دو بستیوں کے درمیان پایا گیا تھا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں سے مقتول ملا ہے وہاں سے دونوں بستیوں کی پیائش کی جائے جس کا فاصلہ کم ہو اس بستی کے لوگوں پر دیت لازم کردی جائے۔(۲)

خود اپنے گھر میں مقتول کا پایا جانا:

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں مقتول پایا جائے تو امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس کے وارثوں کے حق میں اس کی برادری پر قسامت اور دیت واجب ہے۔

اس قول کی بنیاد اس بات پر ہے کہ قسامت میں اعتبار اس وقت کا کیا جاتا ہے جس وقت مقتول کا پتہ چلے۔ اس وقت کا اعتبار نہیں کیا جاتا جس وقت قتل کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر مقتول کا علم ہونے سے پہلے ہی برادری کا کوئی شخص مرجائے تو اس پر قسامت نہیں ہے۔ اب چونکہ مقتول کے پائے جانے کے وقت گھر کے مالک ورثاء ہیں لہذا قسامت اور دیت بھی ان کی برادری (عاقلہ) پر واجب ہوگی۔

۱۔ بدائع الصنائع، ۷:۲۹۰ ۲۔ الهدایة ۴:۶۳۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشکال:

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ناممکن ہے کہ دیت ایک ہی وقت میں ورثاء کے حق میں بھی واجب ہو اور ورثاء پر بھی واجب ہو۔

جواب:

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ دیت ورثاء کے حق میں واجب ہوتی ہے بلکہ یہ مقتول کے حق میں واجب ہوگی کیونکہ یہ اس کے نفس کا بدل ہے۔ مزید یہ کہ دیت سے مقتول کی تجہیز و تکفین کی جاتی ہے، اس کے قرضے چکائے جاتے ہیں اور اس کی وصیتیں پوری کی جاتی ہیں، اس کے بعد جو بچ جاتا ہے اس کے حقدار ورثاء ہوتے ہیں، اس لیے یہاں کسی قسم کا اشکال نہیں۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی لاش اس کے گھر سے برآمد ہو تو اس صورت میں قسامت اور دیت واجب نہیں ہیں۔ یہی نقطۂ نظر امام زفر اور حسن بن زیاد کا بھی ہے اور امام ابو حنیفہ کا ایک قول یہ بھی ہے۔

اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ مقتول کا اپنے گھر میں پایا جانا خود اپنے ہاتھوں قتل ہونے کے مترادف ہے گویا اس نے خود ہی اپنے آپ کو قتل کیا ہے۔ اس لیے خون رائیگاں ہے مزید یہ کہ گھر کا مقتول مالک تھا۔ گھر کی ملکیت ورثاء کو موت کے بعد منتقل ہوئی ہے موت کو قتل نہیں کہا جاتا، کیونکہ قتل تو کسی قاتل کا عمل ہوتا ہے جبکہ موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے اس میں ورثاء کا کوئی دخل نہیں ہے۔

کشتی میں مقتول کا پایا جانا:

اگر کشتی کے مالکوں کے سوا کوئی اور مسافر نہ ہو تو قسامت اور دیت کشتی کے مالکوں پر واجب ہوگی۔ اگر دیگر مسافر بھی ہوں تو پھر قسامت اور دیت سب پر واجب ہے۔ یہ نقطۂ نظر بظاہر امام ابو یوسفؒ کے اس قول کی تائید کرتا ہے جس کی رو سے وہ مالکوں اور سکونت پذیر لوگوں سب پر قسامت اور دیت کو واجب قرار دیتے ہیں جبکہ امام محمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ کشتی اور محلہ میں فرق کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں چونکہ کشتی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی رہتی ہے، اس لیے یہاں ملکیت کے بجائے قبضہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ جیسا کہ سواری کے جانور پر مقتول کی لاش ہو تو قبضہ کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ ملکیت کا۔

اگر کسی نے مقتول پیٹھ پر اٹھایا ہو:

اگر کسی شخص کی لاش کسی آدمی نے پیٹھ پر اٹھا رکھی ہو تو اس آدمی پر قسامت اور دیت واجب ہے کیونکہ مقتول اس کے قبضہ میں ہے۔(۱)

خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے کوئی لاش پائی جائے:

امام محمدؒ، الجامع الصغیر میں ذکر کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گھر فروخت کرے اور خریدار کے قبضہ سے قبل کوئی لاش پائی جائے تو قسامت اور دیت فروخت کنندہ پر واجب ہے۔

کسی محلّہ کے قریب کسی کی مملوکہ زمین میں مقتول کا پایا جانا:

اگر کسی محلّہ یا بستی کے قریب کسی شخص کی مملوکہ زمین سے کسی آدمی کی لاش ملے اور اس زمین کا مالک اس بستی کا باشندہ نہ ہو تو اس صورت میں دیت اور قسامت زمین کے مالک پر واجب ہے، بستی کے باشندوں پر واجب نہیں ہے، کیونکہ بہ نسبت اہل محلّہ کے زمین کا مالک اپنی زمین کی حفاظت کا زیادہ ذمہ دار ہے۔ یہ صورت بالکل اسی طرح ہے کہ اگر لاش کسی شخص کے گھر سے برآمد ہو اور صاحبِ خانہ قسامت کا اہل بھی ہو تو پھر قسامت اور دیت صاحب خانہ اور اس کے عاقلہ (مددگار برادری) پر ہے۔

مقتول دو بستیوں کے درمیان پایا جائے تو اس کا حکم:

امام محمدؒ نے اپنی کتاب ''الاصل'' میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایک مقتول دو بستیوں کے درمیان پایا جائے تو اسے قریب ترین بستی سے منسوب کیا جائے گا یعنی جس بستی کا فاصلہ کم ہوگا وہاں کے

۱۔ بدائع الصنائع، ۷: ۲۹۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باشندوں پر قسامت اور دیت واجب ہوگی۔ روایت کیا جاتا ہے کہ ایک مقتول مقام وداعہ اور ارحب (دو بستیوں کے نام) کے درمیان پایا گیا تھا تو وہاں کے حاکم نے یہ معاملہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپو، پھر ان دونوں میں سے جو قریب تر ہو اس پر دیت عائد کر دی جائے۔ چنانچہ مقتول کو وداعہ سے قریب پایا گیا، لہذا قسامت اور دیت بھی اہل وداعہ پر عائد کی گئی۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس بستی تک مقتول کی آواز پہنچ سکتی ہو۔ اگر آواز اس جگہ سے نہیں پہنچ سکتی تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔

کسی بیابان میں لشکر کے کیمپ میں مقتول کا حکم:

اگر کسی بیابان میں لشکر کے کیمپ میں مقتول پایا جائے اور اس زمین کے مالکان بھی ہوں تو قسامت اور دیت زمین مالکان پر واجب ہوگی کیونکہ زمین کی حفاظت کی ذمہ داری مالکان پر عائد ہوتی ہے۔ یہ بات امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اصولی نقطۂ نظر کے مطابق ہے کیونکہ لشکر مکان کی طرح ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق دیت مالکان پر ہوتی ہے نہ کہ مکان پر۔

امام ابویوسفؒ کے اصولی موقف کے مطابق دیت مالکان اور اہل لشکر سب پر واجب ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب دشمن کے لشکر سے مڈبھیڑ نہ ہوئی ہو۔

لشکر کی دشمن سے مڈبھیڑ اور میدان میں مقتول پایا جانا:

اگر لشکر کا دشمن سے مقابلہ ہوا اور جنگ ہوئی، پھر وہاں سے کوئی لاش ملی تو اس صورت میں قسامت اور دیت نہیں ہے کیونکہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دشمن نے قتل کیا ہوگا۔(۱)

۱۔ بدائع الصنائع، ۷:۲۹۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسامت اور دیت سے بری ہونا

قسامت اور دیت سے بری کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) صراحتاً بری کرنا

(۲) دلالۃً بری کرنا۔

پہلی صورت: جب مقتول کا ولی واضح الفاظ میں کہہ دے: میں نے معاف کر دیا، میں نے بری کر دیا یا میں نے ساقط کر دیا وغیرہ۔ تو ایسی صورت میں فریق مخالف قسامت اور دیت سے بری ہو جائے گا کیونکہ بری کرنے والا بری کرنے کا اہل ہے۔ اور ایسے محل میں ہوا ہے جو برات کی قابلیت رکھتا ہے۔

دوسری صورت: دلالۃً بری کرنے کی صورت یہ ہے کہ مقتول کا ولی اہل محلّہ کے بجائے کسی اور پر قتل کا دعویٰ کر دے تو اہل محلّہ قسامت سے بری ہو جائیں گے۔ مقتول کے ولی کا یہ دعویٰ اہل محلّہ سے قتل کی نفی ہے۔ مزید یہ کہ مقتول کا محض کسی محلّہ میں پایا جانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہی قاتل ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

قرآن الکریم

۲. ابن قدامة، عبدالرحمن ابن ابی عمر' المغنی' ھجر للطباعة والنشر، قاھرہ، طباعت دوم ۱۹۹۲

۳. ابن حزم' ابومحمد علی ، المحلی، المطبعة الامیریه، مصر

۴. ابوعبداللہ' الحطاب' مواھب الجلیل شرح مختصر خلیل، مطبعة دارالکتاب اللبنانی

۵. بخاری' محمد ابن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالمعرفة، بیروت، ۱۹۸۷

۶. بسیط، محمد اسماعیل' القسامة فی الفقہ الاسلامی، موسسة الرسالة، بیروت، طباعت دوم ۱۹۸۲

۷. بیھقی، ابوبکر احمد بن حسین ' السنن الکبری، دارالفکر، بیروت، طباعت اول، ۱۹۹۶

۹. زحیلی، دکتور وھبه ' الفقه الاسلامی وادلته، دارالفکر، بیروت

۱۰. سجستانی، سلیمان بن اشعث' سنن ابی داؤد، دارالسلام، الریاض، طباعت اول، ۱۹۹۹

۱۱. سرخسی، ابوبکر محمد بن احمد، المبسوط، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیه، کراچی

۱۲. شربینی' الشیخ محمد الخطیب، مغنی المحتاج، دار احیاء التراث، العربی، لبنان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالكتب

۱۴. عينى، بدرالدين محمود بن احمد، شرح هدايه،
مكة المكرمة، فيصل آباد

۱۵. قزوينى، محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، دارالسلام، الرياض، طباعت اول، ۱۹۹۹

۱۶. كاسانى، ابوبكر بن مسعود، بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، دارالمعرفة، بيروت

۱۷. مالك بن انس، الموطا، دارالفكر، بيروت، طباعت اول ۱۹۸۹

۱۸. مرغينانى، برهان الدين ابوالحسن على بن ابى بكر، الهداية، داراحياء التراث العربى، لبنان

۱۹. نسائى، احمد بن شعيب، سنن النسائى. مكتبة العلمية، بيروت، طباعت ندارد

۲۰. نيشاپورى، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، دارالحديث، القاهره، طباعت اول، ۱۹۹۱

۲۱. وزارة الاوقاف والشئون الاسلاميه، الموسوعة الفقهيه، الكويت، مطبع دارالصفوة، طباعت اول، ۱۹۹۵

Punjab University, Lhr.
23696

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

340 262 ح
23696-EU-64
ACADEMY
ONAL ISLAMIC UNIVERSITY